مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

اسلام

میں تہوار کے دو دن رہ گئے ہیں۔ ایک عیدالفطر اور دوسرے عیدالاضحیٰ بس یہی مسلمانوں کے اصل مذہبی و ملی تہوار ہیں۔ ان کے علاوہ مسلمان جو تہوار مناتے ہیں ان کی کوئی مذہبی حیثیت اور بنیاد نہیں ہے، بلکہ اسلامی نقطۂ نظر سے ان میں سے اکثر خرافات ہیں۔

جلد نمبر ۳

۲۲ تا ۲۸ جون ۱۹۸۴ء مطابق ۲۳ تا ۲۸ رمضان ۱۴۰۴ھ

شمارہ نمبر ۴

(خصائل نبوی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات درباب اشعار

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمہ اللہ

۴۔ حدثنا محمد بن بشار حدثنا یحییٰ بن سعید حدثنا سفیٰن الثوری حدثنا ابواسحٰق عن البراء بن عازب قال قال لہٗ رجل افررتم عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یااباعمارۃ فقال لا واللّٰہ ماولّی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولٰکن ولّٰی سرعان الناس تلقتھم ھوازن بالنبل ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی بغلتہٖ وابوسفیٰن بن الحارث بن عبدالمطلب اٰخذٌ بلجامھا ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول

انا النبی لاکذب انا ابن عبدالمطلب

۴۔ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا تم سب لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ کر جنگ حنین میں بھاگ گئے تھے، انھوں نے فرمایا کہ نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پشت نہیں پھیری بلکہ فوج میں سے بعض جلدباز وں نے (جن میں اکثر قبیلۂ بنی سلیم اور مکہ کے نومسلم نوجوان تھے) قبیلۂ ہوازن کے سامنے کے تیروں کی وجہ سے منہ پھیرلیا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (جن کے ساتھ اکابر صحابہ رض کا ہونا ظاہر ہے) اپنے خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن الحارث اُس کے لگام پکڑے ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس وقت یہ فرمارہے تھے انا النبی لاکذب ؛ انا ابن عبدالمطلب میں بلاشک وشبہ نبی ہوں اور عبدالمطلب کی اولاد (پوتا) ہوں

فائدہ :۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے آپ کو بجائے باپ کے اپنے دادا عبدالمطلب کی طرف اس لیے نسبت کیا کہ انہوں نے اُنھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نسب کی اطلاع کفار قریش کو دی تھی اور یہ وقت گویا اس کی تصدیق کا تھا بعض نے یہ وجہ بتائی ہے چونکہ آپ ؐ کے والد کا انتقال زمانۂ حمل ہی میں ہوگیا تھا اس لیے آپ ؐ ابن عبدالمطلب ہی کے ساتھ مشہور تھے۔ نیز یہ بھی کہا گیا کہ چونکہ عبدالمطلب مشہور سردار تھے اس لیے شہرت کی وجہ سے اُس طرف نسبت فرمائی۔ حافظ ابن حجر رح نے ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ کفار میں یہ بات مشہور تھی کہ عبدالمطلب کی اولاد میں ایک شخص پیدا ہوگا جس سے لوگوں کو ہدایت ہوگی وہ خاتم النبیین ہوں گے، اس لیئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس نسبت کے ساتھ ان لوگوں کو یہ مشہور چیز یاد دلائی۔ غزوہ حنین ۸ھ میں ہوا ہے۔ قبائل عرب ایک زمانہ سے اپنے اسلام لانے میں فتح مکہ کے منتظر تھے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر قبضہ کرلیا تب سمجھو کہ آپ ؐ غالب ہیں اور بے چون وچرا اطاعت کرو۔ اور اگر مکہ مکرمہ فتح نہ ہو تو سمجھ لو کہ یہ غالب نہیں ہوسکتے بالآخر جب مکہ مکرمہ فتح ہوگیا تو قبیلۂ ہوازن وغیرہ نے بھی جو مواضع حنین وغیرہ کے رہنے والے تھے اپنی قسمت آزمائی کا فیصلہ چاہا اور چند قبائل نے مل کر یک جائی لڑائی کے خیال سے حنین پر۔ جو مکہ مکرمہ سے طائف وعرفات کی جانب میں تقریباً دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہاں مجتمع ہونے پر چند کہ بعض تجربہ کار بوڑھوں نے ان کو اس ارادہ سے روکا مگر بعض جوشیلے نوجوانوں نے نہ مانا اور یہ کہکر کہ مسلمانوں کو اب تک تجربہ کار لڑنے والوں سے سابقہ نہیں پڑا تھا اس لئے غالب ہوتے جارہے

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد نمبر

شمارہ نمبر

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

ڈیڑھ روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ـــ ۶۰ روپے
ششماہی ـــ ۳۵ روپے
سہ ماہی ـــ ۲۰ روپے

فہرست

۱ خصائل نبوی
حضرت شیخ الحدیثؒ ۲

۲ روزہ اور اس کا حسن تاثیر
شیخ شہاب الدینؒ ۳

۳ اداریہ
مولانا سعید احمد جلالپوری ۵

۴ مرزا کا مبارک بچپن اور جوانی
مولانا تاج محمود ۶

۵ عشق رسول
مولانا محمد اقبال رنگونی ۹

۶ مرزا طاہر کا انٹرویو
مولانا سعید احمد جلالپوری ۱۲

۷ مرزا طاہر کے شاطرانہ انٹرویو پر ناقدانہ نظر
مولانا سعید احمد ۱۸

۸ اندہ ملول ہے۔
مولانا زرولی خان ۲۰

۹ اک حرف ناصحانہ کا جواب ۳۲

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: A/۲۰ ساشہ مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ـــــــ ۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام ـــــ ۲۲۵ روپے
یورپ ـــــــ ۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا ـــــــ ۲۷۰ روپے
افریقہ ـــــــ ۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان ـــــــ ۱۶۵ روپے

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

روزہ اور اس کا حُسنِ تاثیر

شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور روزہ نصف صبر ہے اور کہا گیا ہے کہ بنی آدم کے اعمال میں کوئی چیز نہیں ہے مگر وہ رد مظالم اور تاوان میں جاتی ہے بجز روزہ کے اس واسطے کہ کوئی تقاضا اس میں دخل نہیں پاتا اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ یہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں اس کی جزا ہوں بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا کہ اس میں اخلاق صمدیہ سے ایک خلق ہے اور اس واسطے کہ وہ اعمال باطنی سے ہے۔ از قبیل ترک (چھوڑ دینے) کہ اس پر اللہ کے سوا دوسرا کوئی مطلع نہیں ہوتا تو قول خداوندی السائحون سے صائمون مراد ہے کیونکہ روزہ داروں نے بھوک و پیاس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سیاحت اور سفر کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ قول اللہ تعالیٰ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب (بیشک صابرین کو بے حساب اجر و ثواب دیا جائے گا۔) میں صابروں سے روزہ دار ہی مراد ہیں۔ اس واسطے کہ صوم کے اسماء میں سے ایک اسم صبر بھی ہے بعض نے کہا ہے کہ اس قول اللہ تعالیٰ میں فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون۔

منجملہ اور وجوہ کے ایک وجہ روزے رکھنا بھی ہے۔ یحییٰ بن معاذ نے کہا کہ جب مومن زیادہ کھانے میں مبتلا ہو اس پر ملائکہ شفقت کے سبب گریہ کرتے ہیں اور جو کوئی کھانے کی حرص میں پھنسا وہ شہوت کی آگ میں جلایا گیا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ جس شخص نے کھانے پینے کے اندر اسراف اور تجاوز کیا اس کی طرف خواری اور ذلت دنیا میں قبل از آخرت شتابی کرتی ہے۔

حضرت بشیرؒ نے کہا کہ بھوک دل کو صاف کرتی ہے اور خواہشات نفس کو مار ڈالتی ہے اور علم دقیق اس کا ورثہ ہے۔

ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ پیٹ بھر کر کھایا تو معصیت الٰہی اور نافرمانی میں پڑ گیا اور کسی معصیت کا قصد کیا۔ بعضوں نے کہا کہ جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے آٹا چھانا گیا تو وہ ناراض ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تین دن بھی حضور اقدسؐ نے گیہوں کی روٹی نہیں کھائی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ بھوک اور پیاس سے جنت کا دروازہ کھٹکھٹایا کرو وہ تمہارے لیے کھل جائے گا۔ حضرت شقیقؒ کا قول ہے کہ عبادت ایک حرفہ ہے اور خلوت اس کی دکان ہے اور بھوک اس کے اوزار ہیں۔ حضرت لقمان نے بیٹے سے کہا کہ جب تو معدہ بھرے تو تیری فکر سو جائے گی اور حکمت بہری ہوگی اور ہاتھ پاؤں عبادت کے لیے آمادہ نہ ہوں گے۔ روزہ کے آداب یہ ہیں کہ ظاہر و باطن اور حفظ و پاس رہے اور گناہوں سے اعضاء کو روکے جس طرح نفس کو کھانے پینے سے روکا جاتا ہے۔ (عوارف المعارف)

بقیہ: ابتدائیہ

ذہن سے قرآن مجید کی اصل شکل کو مسخ کرنے اور انبیاء و رسل کو ایکٹروں کے روپ میں پیش کرکے لوگوں کے قلب سے قرآن اور صاحب قرآن کی عظمت کو نکال کر باہر کرنے کی یہ ایک انٹرنیشنل سازش ہے جس میں مشہور اعجاز احمد قادیانی ملوث ہے اور قصص القرآن نامی فلم اعجاز احمد کے دور میں اسی پروگرام کے تحت پاکستان میں درآمد کی گئی ہے ورنہ ایک مسلمان تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں تحقیقی پینل مقرر کرکے مقدمہ چلایا جائے اور اس گھناؤنی سازش کا سراغ لگا کر مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

اور ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ مذکورہ قادیانی نے جیسے اس فلم کی درآمد میں اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا ہوگا۔ ویسے ہی وہ دوسرے شعبوں میں بھی اپنی زہر آلود مہم کو جاری رکھتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں کے بھیس میں اسلامی ممالک میں بھیج کر ان کے خفیہ راز حاصل کرکے دشمنان اسلام تک پہنچانے میں یہودا کمپنی کی خدمات سرانجام دینے سے بھی دریغ نہیں کرے گا لہٰذا ضروری ہے کہ اس کو موجودہ عہدے سے برطرف کرکے مسلمانوں کی بے چینی دور کی جائے۔ وما علینا الا البلاغ

سعید احمد عبدالحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام
علی من لا نبی بعدہ

فلم "قصص القرآن"

کچھ عرصہ بیشتر معاندین اسلام اپنی تمام تر طاقتوں کے باوصف شعائرِ اسلام کی طرف ارادۂ بد سے دیکھنے کی جرأت بھی نہ کر سکتے تھے مگر آج کثرت کے باوجود مسلمان اس قدر انحطاط اور گراوٹ کا شکار ہیں کہ چہار سو اسلام دشمن عناصر ان کی متاعِ عزیز (ایمان) کے لوٹنے کے درپے نظر آتے ہیں۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں ہونے والے تغیرات کو دیکھ کر ہم ششدر رہ جاتے ہیں کہ آخر اس قدر گراوٹ کیوں؟

چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ بیشتر یہودی لابی اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیاتِ طیبہ اور کارناموں پر مشتمل "ڈان آف اسلام" نامی مسلم بنا کر منظرِ عام پر لانے کی بھرپور کوشش کے باوجود صرف اس لیے ناکام رہی کہ پورا عالم اسلام سراپا احتجاج بن کر رہ گیا۔ لیکن آج وہی لوگ اپنے مذموم مقاصد میں اس حد تک کامیاب ہو گئے کہ قصص القرآن نامی فلم تیار ہو کر پاکستان ٹیلیویژن کے بزرجمہروں کے ذریعہ صحت سے درآمد ہو کر پاکستان ٹیلیویژن پر دکھا کر مسلمانانِ عالم کی دل آزاری کی گئی سوائے "ڈان آف اسلام" کی مخالفت کے جو اسباب و عوامل تھے وہی اس قصص القرآن میں بھی موجود ہیں کیوں کہ فلم ایکٹرز کے لیے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا روپ دھارنا، ان نفوسِ قدسیہ کی توہین ہے ایسے ہی قرآن مجید میں مذکورہ قصص و واقعات کی فلم بندی اور ان کو ڈرامائی انداز میں پیش کرنا بھی کتاب اللہ اور اس میں مذکور انبیاء و مرسلین کی توہین و استخفاف ہے۔ لیکن اس کے باوجود انتہائی حیرت کا مقام ہے کہ ایک ایسی فلم جو قرآن اور انبیاء کرام کی کھلی بے ادبی پر مشتمل ہو اس کی پاکستان جیسے "اسلامی ملک" میں نمائش کی جسارت کیسے اور کیونکر کی گئی؟ اس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ تمام پاکستان میں موجود مسلمان نما یہودی" ایجنٹوں (قادیانیوں) کی کارستانیوں کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ فاروق اقدس کی ینڈی پوائنٹ کی رپورٹ سے اس کی تصدیق ہو جاتی ہے وہ لکھتے ہیں:۔

"پاکستان ٹیلیویژن کارپوریشن کے کنٹرولر پروگرامز جناب اعجاز آصف کو ان کے موجودہ عہدے سے ہٹا کر اوورسیز کے شعبہ میں تعینات کر دیا گیا ہے۔

ان کے شعبے میں یہ تبدیلی ان کے مذہبی عقائد کے باعث عمل میں لائی گئی ہے۔ انھوں نے اپنے قادیانی ہونے کا اعتراف کیا ہے۔

واضح رہے کہ قادیانیوں سے متعلق صدرِ مملکت کی جانب سے نافذ کردہ آرڈی ننس کے مطابق آئندہ کسی قادیانی کو کسی مرکزی یا کلیدی عہدے پر فائز نہیں کیا جائے گا اور تمام سرکاری اداروں میں اہم اور غیر معمولی نوعیت کے عہدوں پر کام کرنے والے قادیانی حضرات کو ہٹا دیا جائے گا۔

چونکہ ٹی وی میں کنٹرولر پروگرامز کا عہدہ خاصا اہم اور حساس ہوتا ہے اس لیے اعجاز آصف کو اس عہدے سے ہٹا کر نسبتاً کم اہم جگہ منتقل کر دیا گیا ہے۔" (روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ مئی ۱۹۸۴ء میڈیک میگزین ص ۱۵)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ (اور انھی صفحات میں ہم کئی بار عرض کر چکے ہیں کہ) قادیانی ملک و ملت کے نقصان کو اپنا دینی و مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے مسلمانوں کو کرب و آلام میں مبتلا دیکھ کر شادیانے بجاتے ہیں۔ چوں کہ قرآن مجید میں صراحت سے (مدعیانِ نبوت کا قلع قمع کر کے) ختم نبوت کا اعلان کیا گیا جس سے قادیانی نبوت کی تمام عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے۔ اس لیے ان قصص و واقعات کی من مانی اور محرف فلم بندی کے ذریعہ نئی نسل کے

باقی ...

مرزا غلام احمد کا

"مبارک" بچپن اور جوانی

تاج محمد، مدرس قاسم العلوم فقیروالی

چڑیاں پکڑنا،

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب (یعنی مرزا غلام احمد) بچپن میں چڑیاں پکڑتے تھے۔ اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں۔ تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے یہ نہ سمجھا کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔" (سیرت المہدی حصہ اول ص۳۶)

"نیز والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے۔ اور چاقو نہ ہوتا تھا تو تیز سرکنڈے سے ہی حلال کر لیتے تھے۔" (سیرت المہدی حصہ اول ص۲۴۲)

روٹی پر راکھ،

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا۔ انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت صاحب نے کہا کہ نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) نے اس پر بھی وہی جواب دیا وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں۔ سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے۔ اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا۔ جس وقت اس عورت نے مجھے یہ بات سنائی تھی۔ اس وقت حضرت صاحب بھی پاس ہی تھے۔ مگر آپ خاموش رہے۔"

(سیرت المہدی حصہ اول ص۲۴۶-۲۴۷)

نمک کی چوری،

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا۔ تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھ سے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی کے پوچھنے کے ایک برتن میں سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا۔ اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا۔ اور بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا۔ وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔"

(سیرت المہدی حصہ اول ص۲۴۴)

دادا کی پنشن،

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد)

تہارے داما کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کرلی۔ تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا۔ اور ادہر ادہر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا۔ تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔"

(سیرت المہدی حصہ اول ص۴۳)

گرگابی

"ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے آیا۔ آپ نے پہن لی۔ مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے تو پھر تکلیف ہوتی تھی۔ بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ان (انگریزوں) کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگا دیئے تھے۔ مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔ اس لئے آپ نے اسے اتار دیا۔"

(سیرت المہدی حصہ اول ص۵۳)

بوٹ کی دوات

"ایک دفعہ فرمانے لگے میرے لئے کسی نے بوٹ بھیجے ہیں۔ میری سمجھ میں اس کا دایاں، بایاں نہیں آتا۔ ہم نے آخر اس کو سیاہی ڈالنے کے لئے بنالیا۔" (الحکم ۱۲ دسمبر ۱۹۲۴ء ص۵ کالم ۲)

جیب کی اینٹ

"آپ کے ایک بچے نے آپ کی واسکٹ کی جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب لیٹتے تو وہ اینٹ چبھتی کئی دنوں ایسا ہوتا رہا۔ ایک دن آپ ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری پسلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسم پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کا ہاتھ اینٹ پر جا لگا۔ جھٹ جیب سے نکال لی۔ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ چند روز ہوئے محمود نے یہ میری جیب میں ڈالی تھی اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں۔ میں اس سے کھیلوں گا۔"

(حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چہارم ص۱۲)

جرابیں

(۱) "بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۵۸)

(۲) "ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔ سرا آگے لٹکتا رہتا۔ بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی۔ کبھی تو سرا آگے نکلا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر اور کبھی پیر کی جگہ ایڑی آجاتی۔ کبھی ایک سیدھی دوسری الٹی۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۲۶)

(۳) "آخر پہچان کے لئے سیاہی سے گرگابی کے ایک پاؤں پر سیاہی سے نشان لگایا۔ پھر بھی پاؤں غلط طرف کی گرگابی میں پڑ جاتا تو تکلیف ہوتی۔ تنگ ہو کر فرماتے ان کی (یعنی انگریزوں کی) کوئی چیز بھی اچھی نہیں۔ لیکن آپ نے تحفہ دہندہ کی پاس خاطر سے کچھ دن پہنا۔ پھر ترک کر دیا۔"

(مجدد اعظم جلد دوم ص۱۲۵۲)

جوتا نکل گیا

"جناب مرزا غلام مرتضےٰ (مرزا غلام احمد کے والد) ریاست کشمیر میں ایک معزز عہدہ پر فائز رہ چکے تھے۔ اس لئے ان کے ایک برادر زادہ کی تحریک پر مرزا صاحب (غلام احمد) اور سید محمد علی شاہ صاحب تلاش روزگار کے خیال سے قادیان سے چلے گئے۔ کلانور کے قریب ایک نالے سے گذرتے ہوئے مرزا صاحب کی جوتی کا ایک پاؤں نکل گیا۔ مگر وہ اپنے رنگ میں ایسے مستغرق اور محو تھے کہ انہیں معلوم بھی نہیں ہوا۔ جب تک وہاں سے بہت دور جا کر یاد نہیں کرایا گیا۔"

(حیات النبی جلد ۱ ص۸۵ مجدد اعظم جلد اول ص۲۱)

ڈھنڈورا شہر میں جوتا بغل میں

"ایک مرتبہ آپ کا جوتا عجیب طرز سے گم ہوا۔ جو ایک لطیفہ سے کم نہیں۔ دراصل آپ کے استغراق الی اللہ کی ایک مثال ہے

سردی کا موسم تھا۔ آپ نے چمڑے کے موزے پہنے ہوئے تھے۔ رات کو سونے لگے تو پاؤں سے جوتا نکالا۔ ایک جوتا تو نکل گیا دوسرا پاؤں ہی میں رہا۔ اور اسی جوتے سمیت ہی تھوڑا بہت حصہ رات کا جو سوتے تھے سوئے رہے۔ اُٹھے تو جوتے کی تلاش ہوئی۔ اِدھر اُدھر دیکھا تو پتہ نہیں چلتا۔ ایک پاؤں موجود ہے۔ اور یہ خیال بھی نہ آتا کہ پاؤں میں رہ گیا ہوگا۔ خادم نے کہا شاید کتا لے گیا ہوگا۔ اسی خیال سے وہ اِدھر اُدھر دیکھنے بھالنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد جو اتفاقاً پاؤں پر ہاتھ لگا۔ تو معلوم ہوا کہ اوہو! وہ تو پاؤں میں ہی پھنسا ہوا ہے اور ہم خیال کرتے رہے کہ صرف جراب ہی ہے۔ خیر خادم کو آواز دی۔

"جوتا مل گیا۔ پاؤں ہی میں رہ گیا تھا۔"

(حیات النبی جلد ۱ نمبر ۲ صفحہ ۱۹۱ مصنف شیخ یعقوب علی تراب)

اُوپر کا نیچے، نیچے کا اُوپر

"بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوتے تھے۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۲۶ مجدد اعظم جلد دوم صفحہ ۱۲۲۹)

(۲) "بارہا صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگے ہوئے دیکھے گئے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۲۶)

مُرغی کا چُوزہ

"ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کو ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ لی۔ جس سے بہت خون نکل گیا۔ اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔"

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۴)

جیب میں گُڑ اور ٹوانیاں

"آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے۔ اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض اوقات جیب میں ہی رکھتے تھے۔ اور اُسی جیب میں گُڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔"

(حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات مرتبہ معراج الدین صفحہ ۷۶)

جُوتی کی دھوڑ

"نئی جوتی جب پاؤں کو کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیا کرتے تھے۔ اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑ اڑ کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی۔ جس کو لوگ اپنی پگڑیوں وغیرہ سے صاف کر دیا کرتے تھے۔ چونکہ حضور کی توجہ دنیاوی امور کی طرف نہیں ہوا کرتی تھی۔ اس لئے آپ کی واسکٹ کے بٹن ہمیشہ اپنے چاکوں سے جدا ہی رہتے تھے۔ اور اسی وجہ سے اکثر مولوی عبدالکریم صاحب سے شکایت فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بٹن تو بڑی جلدی ٹوٹ جاتے ہیں۔

حضور کبھی تیل سر مبارک میں لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا۔ جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔"

(الحکم ۲۱ فروری ۳۹ء جلد ۳۸ نمبر ۶)

آزاربند کی جھنکار

"چابیاں آزاربند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۵۵ حصہ سوم صفحہ ۱۱
الحکم ۳۱ دسمبر ۳۶ء صفحہ ۵)

بقیہ انٹرویو

سکتے ہیں اس لیے رفتہ رفتہ ان میں منافرت بڑھتی چلی گئی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ ہمیں کیا سمجھتے ہیں یہ تو ہمارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

مذہب میں تو یہ اہمیت ہے کہ اللہ کیا سمجھتا ہے جس کو جان دینی ہے۔ خدا کے دربار میں کوئی مولوی تو نہیں جائے گا فتویٰ دینے کے لیے کہ میں اس کو یہ سمجھتا تھا۔

(الشرق الاوسط لندن ۵ مارچ ۱۹۸۴ء)

حضرت مولانا
محمد اقبال رنگونی
مانچسٹر

اکابر دیوبند اور عشقِ رسولؐ

حکیم الامت حضرت تھانوی اور بارگاہ سیّد الرسلؐ

مولانا محمد اقبال رنگونی ۔ مانچسٹر ۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات

حکیم الامتؒ فرماتے ہیں :

ساری نسبتیں ہمارے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی ہیں ۔ آپ میں سب انبیاء کرام کے کمالات جمع ہیں ان کے ہی کمالات کے یہ القاب ہیں اور وہ کمالات ہیں سب حضورؐ ہی کے .... حقیقت میں وہ سب حضورؐ ہی کی نسبتیں ہیں ۔ (کلمۃ الحق ص۳۹)

ایک مرتبہ فرمایا :

اس ایک لفظ (نور) میں تمام کمالات کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کر دیا گیا ہے کیونکہ تمام کمالات کا مرجع یہی نور ہے
(نور النور ص۳۰)

ایک مرتبہ فرمایا :

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جامع الکمالات ہیں پس اس سے مستفید ہونا نہ اس حیثیت سے کہ وہ دراصل کمال موسوی ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ دراصل کمال محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہے ۔

حسن یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(مواعظ اشرفیہ ص۲۶۶)

حضرت حکیم الامتؒ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:
میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل المخلوقات فی جمیع العالمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے ۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ۔
(فتاویٰ دارالعلوم جلد ۲ ص۳۸)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جب کسی کو کسی کے ساتھ انس و عقیدت ہو جاتی ہے تو اس کی ہر ہر چیز پیاری ہو جاتی ہے ۔ تمام مسلمان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی مسلمان کو اس بات کی خبر ملتی ہے کہ فلاں جگہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت ہو سکتی ہے تو دیوانہ وار اس کی طرف دوڑتے ہیں اور زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں ۔ حضرت حکیم الامتؒ کا بھی اس باب میں یہی طریقہ تھا البتہ آپ کے ہاں اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا تھا کہ کوئی چیز حد شریعت سے نہ بڑھ جائے کیونکہ اس میں بجائے اجر و ثواب کے شریعت کی خلاف ورزی پہ پکڑ نہ ہو جائے جو لوگ علمائے دیوبند پر یہ تہمت باندھتے ہیں کہ یہ لوگ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک اگر بسند صحیح بھی ثابت ہو جائے تو منع کرتے ہیں انہیں حضرت حکیم الامتؒ کے مندرجہ ذیل ارشادات کو دل کے کانوں سے سننا چاہیئے ۔

آپؒ صاف فرماتے ہیں :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں اس کے (موئے مبارک) مصنوعی ہونے پر کوئی دلیل نہ ہو اس کا اکرام ہی کرنا چاہیئے ۔
(مجالس حکیم الامت ص۲۲)

ایک مرتبہ فرمایا :

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنے سر کے موئے مبارک اتار کر تقسیم فرمائے ہیں ظاہر ہے کہ کتنوں کے پاس پہنچے ہوں گے اور اس میں ایک ایک بال کے کتنے حصے کرکے ایک ایک نے تقسیم کئے ہوں گے اور کتنی حفاظت سے رکھے ہوں گے اس لئے اگر کسی جگہ موئے مبارک کا پتہ چلے تو اس کی جلدی تکذیب ہرگز نہ کی جائے۔

(ملفوظات صفحہ انفاس عیسیٰ صفحہ) بلکہ صحیح سند سے اس کا پتہ معلوم ہو جائے تو اس کی تعظیم کی جائے۔ (مواعظ اشرفیہ صفحہ ۵۲۴)

ایک سوال کے جواب میں تحریر کرتے ہیں :

اگر کوئی سند (صحیح) ہے تو اس کی تعظیم کرنے میں اجر و ثواب ہے بشرطیکہ حد شرع سے نہ بڑھ جائے اور پانی میں غوطہ دیکر اس کا پینا بھی باعث خیر و برکت وشفا امراض ظاہری و باطنی ہے۔

(امداد الفتاوی جلد ۴ صفحہ ۵۶)

معلوم ہوا کہ اگر سند صحیح سے یہ امر ثابت ہو جائے کہ یہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی موئے مبارک ہے تو اس کی تعظیم کی جائے بے ادبی سے بچا جائے اور اس زیارت یا تبرک حاصل کرنے میں اگر حدود شریعت کا لحاظ نہ رکھا جائے گا تو پھر نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق ہو گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جُبہ شریف

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحبؒ فرماتے ہیں کہ :

تبرکات کے باب میں بھی حضرت والاؒ کا مذاق نہایت معتدل ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کی برکت کا انکار نہیں بلکہ بزرگوں کے تبرکات کی برکتوں کے واقعات اپنے بھی اور دوسروں کے بھی ملاحظہ کئے ہوئے اکثر نہایت معتقدانہ طور پر بیان فرماتے رہتے ہیں۔ (اشرف السوانح صفحہ ۳)

جب بزرگوں کے تبرکات کے واقعات نہایت معتقدانہ طور پر بیان فرماتے تھے تو ظاہر ہے کہ امام الانبیاء والرسل صلے اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کے واقعات بھی نہایت معتقدانہ طور پر بیان فرماتے ہوں گے چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جبہ شریف کے بارے میں بھی آپ کا یہی طریقہ تھا جو موئے مبارک کے بارے میں تھا۔ تھانہ بھون کے قریب ایک قصبہ جلال آباد ہے جس میں ایک شخص کے پاس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا جبہ شریف تھا اس کی آپ نے زیارت کی ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں :

ہمارے قصبہ کے قریب ایک تبرک موجود ہے اور وہ جبہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس کی سند مثل احادیث کے تو متصل نہیں مگر ہمارے بزرگوں نے اس کا انکار نہیں کیا اور میرے جی کو یہ بات لگتی ہے کہ وہ صحیح ہے اور اس کی زیارت اسی ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔

(مواعظ اشرفیہ صفحہ ۵۹)

حضرت خواجہ صاحبؒ اس کیفیت کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ :

(حضرتؒ نے) جبہ شریف کی زیارت بھی نہایت ذوق و شوق کے ساتھ کی اور اس طرح کہ اس کے خدام سے یہ اجازت لے لی کہ مجھ کو بالکل تنہائی میں زیارت کا موقع دے دیا جائے چنانچہ وہ لوگ خود بھی ہٹ گئے اور حضرت والاؒ نے بالکل تنہائی میں نہایت ذوق و شوق کے ساتھ مخلے بالطبع ہو کر خوب اطمینان سے زیارت کرکے اپنے دل کی بھڑاس نکالی اس وقت حضرت والاؒ پر نہ معلوم کیا کیا کیفیات طاری ہوئی ہوں گی جن کی سوائے حضرت والاؒ کے اور کسی کو خبر نہیں بمصداق شعر ؎

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں

بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

(اشرف السوانح صفحہ ۳۰۲)

حضرت حکیم الامتؒ نے اپنے احباب کو بھی اس کی ترغیب دی تھی کہ :

جبہ شریف کی زیارت سے ہرگز دریغ نہ کریں اگر تنہائی میں بدون منکرات کے موقع ملے تو ضرور زیارت کریں۔ (ملفوظات صفحہ ۹۶)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جبہ شریف کے ساتھ ادب کا یہ حال تھا کہ آپ خود فرماتے ہیں :

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ شریف جو جلال آباد میں ہے اور اپنے اکابر سے اس کی تصدیق رجحانی سنی ہے جب تھانہ بھون میں آ گیا ہے تو اگرچہ اس مکان کی طرف جہاں وہ رکھا جاتا ہے پاؤں کرنا تو جائز ہے مگر غلبہ ادب کی وجہ سے میں اس طرف پاؤں نہیں کر سکتا۔

(اشرف السوانح صفحہ ۳۰۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ مبارک کی زیارت

حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ :

ایک حق آپ کی محبت کا یہ ہے کہ قبر شریف کی زیارت سے مشرف

بو خصوصاً جو حالت میں زیارت سے مشرف نہ ہو سکے وہ روضہ اطہر ہی سے برکات حاصل کریں کہ وہ برکات اگرچہ زیارت کے برکات جیسے بالکل نہ ہوں مگر ان کے قریب قریب ضرور ہیں حدیث میں ارشاد موجود ہے۔

من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات خود بھی قابل توجہ ہے اگر آپ سے تعلق صرف صرف مبلغ ہونے کی حیثیت سے ہوتا تو زیارت قبر مسنون نہ ہوتی..... افسوس کہ بعض لوگ ایسے خشک ہیں کہ وہ زیارت قبر شریف کو نہیں مانتے بلکہ اس سے بڑھ کر اس کے ناجائز کے قائل ہیں....... جو زیارت کر چکے ہیں ان سے پوچھو کہ کس قدر برکات حاصل ہوتے ہیں۔

(واعظ شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ ص)

• عقائد علمائے دیوبند میں واضح طور پہ یہ درج ہے کہ:

ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین (روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلم) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے (وشد امداد الفتاوی جلد ۴ ص۳۳) گو شد رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو۔ اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ میں مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارتگاہ متبرکہ کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت ہو جائے گی اس صورت میں جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے......... وہ حصہ زمین جو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے (المہند ص۲۶)

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ حضرت حکیم الامتؒ کے نزدیک۔ قبر شریف کی زیارت کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا ایک حق ہے۔ (۲) روضہ اطہر سے برکات حاصل ہوتی ہیں۔ (۳) زیارت قبر سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم بھی مسنون ہے۔ (۴) جو لوگ زیارت کر چکے ہیں ان سے بھی برکات کی لذت معلوم ہو سکتی ہے۔ (۵) جو لوگ زیارت قبر شریف کو نہیں مانتے۔ وہ خشک ہیں۔ (۶) زیارت روضہ مبارکہ اعلیٰ درجہ کی قربت سبب حصول درجات ہے (۷) بلکہ واجب کے قریب ہے۔ (۸) سفر کرتے وقت نیت اسی کی کرے۔ (۹) دوسرے مقامات متبرکہ کی بھی زیارت کرے۔ (۱۰) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے لگا ہوا حصہ زمین عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

اللہ اکبر۔ اندازہ کیجئے جو شخص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کو اتنا باعث خیر و برکت بتلا رہا ہو اور خود بھی کئی مرتبہ دیدار سے اپنی آنکھوں سے منور کر چکا ہو بھلا وہ شخص بھی گستاخ ہو سکتا ہے۔ اس صراحت کے بعد بھی اگر یار دوست علمائے دیوبند پر کیچڑ اچھالیں اور پروپیگنڈے کے ذریعہ اپنی دکان کو چمکانے کی کوشش کریں تو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ سے

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات شریفہ

حضرت حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی نظافت اور جسم انور کی خوشبو اور مہک کے سلسلہ میں کتب سیرت و شمائل میں علماء نے اوراق کے اوراق لکھے ہیں اور لکھتے رہیں گے۔ ان میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فضلات شریفہ کی طہارت کا بھی ذکر موجود ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک اور طاہر ہیں۔ حضرت حکیم الامتؒ بھی فرماتے ہیں:

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فضلات شریفہ پاک تھے۔ ان پر دوسرے کو قیاس نہیں کر سکتے۔ (الکلام الحسن ص۔۔)

یہی وجہ ہے کہ اکابر دیوبند نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فضلات نشست و برخاست وغیرہ کے تذکرے کو نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب سمجھتے ہیں۔ عقائد علمائے دیوبند میں ہے:

آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے بول و براز۔ نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ اعلیٰ درجہ کا مستحب اور نہایت پسندیدہ ہے۔

(المہند ص۴۲)

ان اقتباسات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ہر وہ چیز جس کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہے اس کا ذکر اس کا وظیفہ علمائے دیوبند کے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہو گا۔ فضلات نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طہارت کی مزید تحقیق مطلوب ہو تو محدث جلیل حضرت مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنیؒ کی مشہور زمانہ تصنیف ترجمان السنۃ جلد سوم ص۳۰ اور استاذ المحترم حضرت مولانا محمد عاشق صاحب مدظلہ العالی استاذ الحدیث مدرسہ عالیہ مظاہر العلوم سہارنپور کا مضمون جو شیم الحبیب فی ذکر النبی الحبیب (مع اردو ترجمہ) کے ص۴۹ تا ص۹۶ پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

قارئین کرام۔ مناسب معلوم ہوگا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں حضرت حکیم الامتؒ کی زبان فیض ترجمان سے مزید چند ارشادات بھی نقل

کر دیں جو وقتاً فوقتاً خواص وعوام کے مجمع میں آپ ارشاد فرماتے ہیں امید ہے کہ اس سے وہ حضرات بھی سبق حاصل کر لیں گے جو حضرت حکیم الامتؒ کے خلاف اپنی زبان کو حرکت دیتے رہتے ہیں۔ ؎

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

ہمارے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے سخی تھے آپ یوں تو ہر وقت بھی سب سے زیادہ سخاوت فرماتے ہیں مگر سب سے بڑھ کر رمضان المبارک میں آپ سخی ہوتے تھے۔ (تقلیل المنام ص۱۱۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی معاشرت کی یہ حالت تھی کہ وضع میں لباس میں مکان میں۔ اٹھنے بیٹھنے میں غرض ہر چیز میں سادگی تھی مجلس میں کسی بات سے یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ان میں بزرگ اور سردار کون ہے۔

(اسباب الفتنہ ص۱۶)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

یہ تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی نشست و برخاست کی کیفیت تھی۔ چلنے پھرنے میں آپ کی یہ عادت تھی کہ نہ سب سے آگے چلتے تھے اور نہ سب کے پیچھے بکر کے چلے۔ بیچ میں چلتے تھے غرض حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ سادگی تھی حالانکہ آپ کی شان یہ ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(التبلیغ ص)

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور انکساری کا یہ عالم تھا مگر حافظ ہی اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آپ کو وہ رعب و دبدبہ عطا فرمایا تھا کہ کفار آپؐ کے اسم گرامی کو سن کر لرز جایا کرتے تھے حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شان رعب

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے ہیبت اور رعب ایسا عطا فرمایا تھا کہ بڑے بڑے شان وشوکت اور جرأت والے آپ کے روبرو ابتداءً کلام نہ کرسکتے تھے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے (الاخلاص ص۷۲)۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو رعب وجلال اس درجہ عطا فرمایا تھا کہ

ہرقل وکسریٰ اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے آپ کے نام سے تھراتے تھے۔

(وعظ المحدود والقیود ص)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مزاح

مزاح تین قسم کا ہوتا ہے ایک مزاح وہ جو ہلکے پن اور چھچھورپن پر دلالت کرے اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پاک ہیں ایک مزاح وہ جس سے کسی کو تکلیف پہنچے اس سے بھی آپ کی ذات کریمہ پاک ہے تیسرے وہ کہ وقار اور متانت سے ہو کذب اور خلاف حق نہ ہو چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح اسی قسم کا ہوتا تھا جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

(الاخلاص حصہ اول ص۷۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت فیض

حضرت صدیق اکبرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فنا اور بقاء کا فیض لیا جب آپؓ میں یہ کمال تھا تو پھر ہمارے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تو صد قیامت تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت فیض کا تو پوچھنا ہی کیا اس لئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے استاذ مبارک پر فنا اور بقاء کے عقدے حل ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بہت بڑی شان ہے آپ کے خدام میں قوت فیضان کے اندر بڑے بڑے حضرات گذرے ہیں۔

(الظہور ص۹۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کا کیا پوچھنا آپ ہی نے ترتیل سکھائی ہے اور وہی آج تک چلی آرہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھلانا باری تعالیٰ کا سکھلانا ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

آپ کی زبان سے کوئی بات اپنی طرف سے نہیں نکلتی۔ اس دلیل سے ترتیل باری تعالیٰ کی سکھلائی ہوئی ٹھہری پھر اس نعمت عظمیٰ کی کیا ہی قدر ہے کہ اس کو اس طرح سے غارت کیا جائے۔ (حقوق القرآن ص۳)

سب سے بڑے عاقل صلی اللہ علیہ وسلم

اور لیجئے سب سے بڑے اور سب سے بڑھ کر عاقل سید العقلاء حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر آپ کو بھی کفار نعوذ باللہ مجنون کہتے تھے چنانچہ قرآن مجید میں جا بجا ان کے یہ اقوال موجود ہیں۔ (طریق القلندر صـ۹۶)

سب سے زیادہ فصیح صلی اللہ علیہ وسلم،

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں فصاحت و بلاغت زوروں پر تھی اسی لئے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو باوجود امی ہونے کے فصاحت کا معجزہ دیا گیا اور آپ کی فصاحت و بلاغت کے آگے بڑے بڑے فصیح عاجز ہو گئے۔ (فیوض الخالق صـ۲۳)

سب سے بڑے فلاسفر صلی اللہ علیہ وسلم،

دنیا کے تمام فلسفی قرآن و حدیث کے آگے گرد ہیں آخر حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بڑے بڑے فلسفی آئے مگر سب ساکت تھے۔

(قصص الاکابر صـ۲۲)

سب سے بڑے سلطان صلی اللہ علیہ وسلم،

حضرات انبیاء کرام نے نہ کبھی نعرے مارے نہ کبھی کپڑے پھاڑے نہ خلقت سے بھاگے خصوصاً ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر امر کا انتظام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں موجود تھا سلطنت کا انتظام حضور صلے اللہ نے ایسا فرمایا کہ سلاطین دنیا نے آپ سے سیکھا۔ خانہ داری کا انتظام ایسا تھا کہ آج کوئی اس کی نظیر نہیں دکھلا سکتا۔ اسی طرح چلنے پھرنے کھانے پینے حتیٰ کہ بول و براز کے قواعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم فرمائے۔

(تطہیر الاعضاء صـ۳)

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

خدا تعالیٰ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو قوت انتظام بھی ایسی عطا فرمائی تھی کہ غیر اقوام بھی اس کو تسلیم کرتی ہے۔ (ذم النسیان صـ۳)

سید المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم،

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سید المعصومین تھے (کلمۃ الحق صـ۲۲)

ایک مرتبہ فرمایا:

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود معصوم ہیں آپ کے بارے میں کسی قسم کا وسوسہ کا بھی شائبہ نہیں۔ (فضل البصر صـ۱۱)

سب سے بڑے پاکدامن صلی اللہ علیہ وسلم،

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پاکدامن کون ہوگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عورتیں پردہ کرتی تھیں ساری امت کی عورتیں آپ کی روحانی بیٹیاں ہیں۔ (فضل البصر صـ۱۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ،

پس یہی وجہ تھیں کہ دنیا کے انسان کامل اللہ کے برگزیدہ رسول، نبیوں کے سردار اور کائنات عالم کے منتخب کی حیات طیبہ کا ہر ہر لمحہ بہ تمام کمال دنیا کے روبرو پیش کیا گیا آپ کی خارجی و گھریلو زندگی دونوں کے حالات دنیا کو معلوم ہوئے تاکہ عاشقان حق کے قلوب پر آپ کی عظمت و صداقت کا سکہ جم جائے عاشقان صادق اپنی زندگی کے لمحوں کو اس الہی سانچے میں ڈھال سکیں اور آنے والی نسلیں آپ کی عملی زندگی کو اپنا دستور العمل بنا سکیں۔

(کثرۃ الازدواج لصاحب المعراج صـ۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت و نورانیت کا مجسمہ ہیں،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ خواہ وہ صحابہ میں بسر ہوتا یا گھر کی چار دیواری کے اندر۔ عدل۔ انصاف۔ عفت۔ پاکدامنی۔ تقویٰ و پرہیزگاری کی زندہ مثال تھا۔ آپ کا وجود مبارک ہدایت و نورانیت کا مجسمہ تھا اسی لئے خدا تعالیٰ نے آپ کے ہر طرز عمل کو لوگوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا اور آپ کی پبلک زندگی اور پرائیویٹ زندگی کو تا قیام قیامت عاشقان صمدیت اور طالبان حقیقت کے لئے بے نقاب کر دیا کہ وہ اس پر عمل کر کے عاقبت کو سدھا لیں۔

(ایضاً صـ۹)

آپ کی ذات گرامی عالم انسانیت کیلئے شمع ہدایت ہے،

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا سب سے پہلا اور آخری یہی مقصد تھا کہ آپ دنیا کو ورطہ ہلاکت اور گرداب بلا سے نکالنے کے لئے ایک عظیم الشان قانون الہی پہنچائیں جو من کل الوجوہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں مکمل ہو جس کے بعد تا قیام قیامت کسی دوسرے قانون کی ضرورت نہ رہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل دو مختلف چیزیں نہ تھیں جو زبان مبارک سے فرماتے وہی عمل میں پیش فرماتے اور جو کہتے وہی کرتے

آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی عالمِ انسانیت کے لئے شمعِ ہدایت ہے۔

(ایضاً صلا)

شانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جرأت تو دیکھو اس نالائق (ابوجہل) کی کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک پر رکھنے کا ارادہ کر رہا ہے، ارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تو شان وہ ہے کہ ؎

بمقامیکہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

اور یہ شان ہے:

درمنزلیکہ جاناں روزے رسیدہ باشد
باخاکِ آستانش داریم مرحبائے

اور بس یہ ہے:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(نور النور ملا) التبلیغ مذا ص)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان لطافت کا تو کیا حال ہوگا۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت عالی اور رفیع ہے آپ کو ایذا دینے والا مواخذہ حق سے کب بچ سکتا ہے۔ (البیر مع العسر صلا۴۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوجانا نعمت عظمیٰ ہے

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میرا نام شوق سے رکھا کرو مگر میری کنیت نہ رکھا کرو جس شخص نے مجھ کو خواب کی حالت میں دیکھا بلاشبہ اس نے مجھ کو ہی دیکھا کیوں کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ (الحدیث) بخاری شریف)

سبحان اللہ۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام رفیع کا اندازہ تو لگائیے کہ شیطان میں یہ ہمت ہی نہیں کہ وہ آپ کی صورت مبارک میں متمثل ہو سکے بے شک جا بجا لاباد کے لئے ملعون و مردود ہے اس کو کیا مجال ہے کہ وہ ان کی صورت اختیار کرے جو کونین کے حق میں رحمت ہے جن کی صورت اتنی مبارک ہو اس کی سیرت حسنہ کا بھلا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر تو کوئی دسترس کیا ہوتی اس کو یہ قدرت بھی نہیں کہ وہ خارجی طور پر اپنی شکل آپ کی شکل جیسی بنا سکے پھر جب وہ عالمِ خواب میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شکل بنانے پر قادر نہیں تو یقیناً بیداری میں بھی کسی کے سامنے آپ کی صورت بنانے پر قادر نہ ہوگا اس لئے جس شخص نے بھی خواب میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اس نے یقیناً آپ ہی کی زیارت کی ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ بھی لکھتے ہیں:

جاننا چاہیئے کہ جس کو بیداری میں یہ شرف نصیب ہو اس کے لئے بجائے اس کے خواب میں زیارت سے مشرف ہوجانا سرمایہ تسلی اور فی نفسہ ایک نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ ہے اور اس سعادت میں اکتساب کو اصلاً دخل نہیں محض موہوب ہے۔ ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(نشر الطیب صلا۹۳)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

یہی وجہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو جو شخص خواب میں دیکھے تو اس میں یہ احتمال نہیں ہو سکتا کہ یہ شیطان ہوگا کیونکہ آپ کی شان محض ہدایت کی ہے لہٰذا اس میں یہ اختلاط نہیں ہو سکتا۔ (الابقاء شعبان ۱۳۵۲ھ)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے تو وہ حق ہوگا میاں باطل کا گذر نہیں۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۵ صلا۲۴۲)

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

جناب خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں تو احتمال شیطان کا نہیں ہو سکتا۔ (ایضاً)

ایسی بے نظیر ذات کہاں سے لاؤ گے؟

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں:

جنت کی اصل تمنا اور آرزو زیادہ اسی لئے ہے کہ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی گویا جنت بھی آپ ہی کی ذات بابرکات سے مقصود ہوگی جنت تو جنت آپ کی تو شان یہ ہے کہ دنیا میں بھی جس جگہ میں ہو آپ ہوں وہ مقصود ہو جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے لا اُقسم بھذا البلد یعنی آپ کی اقامت کی وجہ سے یہ شہر اس درجہ مکرم ہو گیا ایسی بے نظیر ذات کہاں سے لاؤ گے۔

(وعظ راس الربیعین)

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

حقیقت میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کی یہ حالت ہے۔ ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست

آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی جس ادا کو بھی دیکھو۔ اس میں غضب کی دلربائی ہے پھر کمال یہ ہے کہ اس میں نہ تصنع ہے نہ تکلف بلکہ ایک بے ساختہ حال ہے۔ (وعظ زم النیان صـ۱۹)

حضرت حکیم الامتؒ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ (۱) جنت کی تمنا اور آرزو اسی لئے ہے کہ وہاں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک جس حصہ زمین کو لگ جائے وہ مقصود اور بابرکت ہوجاتا ہے۔ (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ادائیں بے مثال اور بے نظیر تھیں۔ اس کے باوجود حضرت حکیم الامتؒ کو مورد الزام ٹھہرانا اور طعن وتشنیع کے ذریعہ اپنی زبان کو آلودہ کرنا کہاں تک روا ہوگا۔ کچھ تو غور فرمادیں۔

درود شریف پڑھنے کی تاکید

حضرت حکیم الامتؒ اپنے متوسلین ومعتقدین وخدام کو عموماً درود شریف کثرت سے پڑھنے کی تاکید فرماتے تھے۔ اس بارے میں آپؒ نے ایک رسالہ زاد السعید بھی تحریر فرمایا تھا جس کے چند اوراق قطب العالم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی نے اپنی مشہور تالیف فضائل درود شریف کے آخر میں نقل بھی فرمائے ہیں۔ اس سے اندازہ فرمائیے کہ علماء دیوبند نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت کو کتنی تاکید سے بیان کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ:

مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ جتنی دیر میں آدمی دلائل الخیرات کی ایک منزل پڑھتا ہے اتنی دیر تک درود وسلام کے وہ الفاظ پڑھ لیا کرے جو احادیث میں منقول و ماثور ہیں۔ (مجالس حکیم الامتؒ صـ۲۴۱)

ایک مرتبہ فرمایا:

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر صلی اللہ علیہ وسلم کہنا ایک مجلس میں ایک ہی بار فرض۔ اس کے بعد پچاس دفعہ بھی اگر آپ کا نام مبارک زبان پر آئے یا کان میں پڑے تو بار بار درود فرض نہیں ہاں محبت کا مقتضا یہ ہے کہ ہر بار صلی اللہ علیہ وسلم کہے۔ (انفاس عیسےٰ صـ۵۹)

ایک مرتبہ فرمایا:

درود حبیب حق اللہ ہے ویسا ہی حق العباد بھی ہے اسی واسطے اس میں کوتاہی کرنے کا گناہ صرف توبہ کرنے سے معاف نہ ہوگا بلکہ اس کی تلافی توبہ کے ساتھ حضور کو خوش کرنے سے ہوگی جس کا طریقہ یہ ہے کہ کوتاہی ہوجانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور آئندہ درود کی خوب کثرت کرے۔ یہاں تک کہ دل گواہی دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوگئے ہوں گے۔ (ایضاً صـ۹۱)

ایک مرتبہ فرمایا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محسن ہیں اور سب سے بڑے محسن ہیں۔ یہ جان کر خود بخود تقاضا ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کا بدلہ کریں۔ جس کا اقل درجہ یہ ہے کہ کم از کم آپ کو دعا دیں پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ اپنے جذبہ شکر کو پورا کرتے ہیں۔ مگر اس پر ثواب کا بھی وعدہ ہے۔ (صـ۹۹)

یارب صلی وسلم دائما ابدا — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت حکیم الامتؒ سے کسی نے پوچھا کہ: بعد فراغ ذکر و قیام وقعود میں اکثر درود شریف کو جی چاہتا ہے اگر اجازت ہو تو پڑھ لیا کروں! آپ نے ارشاد فرمایا "ضرور"۔ (تبویب تربیت السالک صـ۳۰۳)

اسی طرح ایک مرتبہ ایک صاحب کچھ پریشان حال تھے حضرتؒ نے ان کو درود شریف کثرت سے پڑھنے کی تعلیم فرمائی اور فرمایا: درود شریف سے رحمت ہوتی ہے اس لئے پریشانی بھی رفع ہوگی۔ (ملفوظات حصہ ہفتم صـ۲۱۸)

غور فرمائیں جو شخص درود شریف کی کثرت کی تعلیم کرتا ہو اور درود پڑھنے پر رحمت کا قائل ہو بھلا وہ بھی کبھی اس سے منع کرسکتا ہے!

صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے صلعم لکھنا خلاف ادب ہے

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ:

درود کا مخفف جو لکھتے ہیں صلعم۔ یہ مناسب نہیں گویا یہ درود سے ناگواری اور تنگی کی دلیل ہے اور اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لکھے اور زبان سے درود نہ پڑھے اور نہ پورا درود لکھے تو صرف صلعم لکھنا بالکل ناکافی ہے بلکہ پورا درود لکھنا یا زبان سے کہنا واجب ہے۔ اگر ایسا ہی برتاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ کرنے لگیں تو پھر بھلا ہمارا ٹھکانا کہاں رہے میرے نزدیک درود میں اختصار کرنا مناسب نہیں۔ یہ موقع ادب کا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ہم پر بے حد ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت حکیم الامتؒ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

نمائندہ بی بی سی کو مرزا طاہر کا انٹرویو

۲۵ مئی کو بی بی سی سے مرزا طاہر کا یہ انٹرویو نشر ہوا تھا۔ اس انٹرویو میں مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ملک دشمنی عیاں ہے۔ عوام اور حکومت کی توجہ کے لیئے یہ شائع کیا جا رہا ہے۔ جسے مولانا سعید احمد جلال پوری نے ضبط کیا۔

نمائندہ بی بی سی محمد عزیز نے مرزا طاہر احمد سے انٹرویو لیا جس میں اس سے پہلا سوال یہ کیا گیا۔

سوال: حکومت پاکستان کے نئے آرڈیننس پر آپ کا کیا رد عمل ہے؟

جواب: سب سے پہلے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آسکتی کہ اس قسم کے آرڈیننس کو لیگل ڈاکومنٹ یا قانون قرار دینا کس طرح ممکن ہے کیونکہ بنیادی انسانی حقوق میں مداخلت اور اس قسم کی کھلی کھلی؟؟ اور پھر ایک ایسا انقلابی واقعہ ہوا۔ اس نئے دور میں جس کا دنیا نے نوٹس نہیں لیا۔ اور تعجب ہے.....

واقعہ یہ ہوا ہے کہ پہلے سچائی نکلوانے کے لیے مار پیٹ کرتے رہے ہیں لوگ۔ لیکن اب یہ مار پیٹ ہے جھوٹ نکلوانے کے لیے یعنی اس بات کی سزا دی جائے گی کہ تم سچ کیوں بول رہے ہو۔ میرا مذہب جو ہے وہ تو میں بہتر جانتا ہوں۔ اگر میں اپنے مذہب کو اسلام سمجھتا ہوں تو جب تک مجھے سمجھایا نہ جائے کہ تمہارا مذہب اسلام نہیں ہے (اور میں سمجھ نہ جاؤں) اگر میں کہوں گا کہ غیر مسلم ہوں تو میں جھوٹ بول رہا ہوں۔

سوال: لیکن یہ آپ کریں گے کیا؟

جواب: ہم نے جو کیا ہے وہ تو وہی ہے جو مذہبی جماعت کو کرنا چاہیئے۔ ہم ایک سیاسی جماعت تو نہیں ہیں اور ہم پورا یقین رکھتے ہیں ایک زندہ میں جس نے ہمیں پہلے کبھی بھی نہیں چھوڑا۔ یہ پہلا واقعہ تو نہیں ہے۔ سو سال سے ہم مظالم برداشت کر رہے ہیں اپنے ایمان کی خاطر اور ہم نہیں مٹے وہ بات رکھنے سے اور یقین رکھنے سے جس پر ہم یقین رکھتے ہیں۔ تو ہمارا رد عمل یہ ہوا کرتا ہے کہ ہم خدا کی طرف جھکتے ہیں چنانچہ اس آرڈیننس کے بعد ایک رد عمل تو یہ ہوا کہ ہر احمدی مسجد سے اس قدر گریہ وزاری کا شور بلند ہوا ہے کہ اذان کی کمی اس گریہ وزاری نے پوری کی۔

سوال: لیکن عملی طور پر اگر دیکھئے تو آپ نے مسجد میں اذان دینی بند کر دی ہے اور مسجد کو مسجد کہنا بند کر دیا ہے؟

جواب: مسجد کہنا بند کر دیا اور بات ہے۔ مسجد پر مسجد لکھا ہونا اور بات ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آقا و مولیٰ ہیں اور آپ کی سنت ہم نے پکڑی ہوئی ہے آپ کے زمانہ میں ایسا دور بھی آیا کہ بلند آواز سے اللہ اکبر نہیں کہہ سکتے تھے اور مسلمان دار ارقم میں چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے تو عبادت نہیں چھوڑی، خدا کا نام بلند کرنا نہیں چھوڑا مگر اس حد تک کہ وہ آواز پہلے اس حد تک۔ وہ بند کرنا پڑا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (ابتداء میں) مسجدیں بنانے کی اجازت نہ تھی صحن خانہ میں بھی نہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مسجد کو داخل ہو کر شہید کیا گیا کہ صحن میں بھی تم مسجد بناتے ہو۔ یہ دور گذرے ہیں پہلے۔ یہ کوئی نیا واقعہ تو نہیں، مذہب کی تاریخ میں۔ اور ہم نمونہ وہیں سے پکڑیں گے جو ہمارے بزرگ، ہمارے مولا و مرشد تھے۔

سوال: لیکن یہ جو پاکستان میں خاص طور سے دنیا میں اور بہت سے ملکوں میں یہ جو اسلامائزیشن کا دور شروع ہوا ہے، کیا اس کا یہ رد عمل ہے۔ اس کا یہ ایک قدم ہے؟

جواب: میں سمجھ گیا ہوں یہ بہت اہم سوال ہے۔ سوال یہ ہے کہ گذشتہ چند سالوں سے یہ بات نمایاں نظر آ رہی ہے کہ سیاسی مقاصد کے لیے مذہب کو استعمال کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے (اور جو نہایت خطرناک ہے) اور اس کے نتیجے میں وہ چیز جس کو باہر کی دنیا کلرجی کہتی ہے۔ اسلام میں کوئی انسٹی ٹیوشن آف کلرجی نہیں ہے یعنی ملائیت کا کوئی تصور اسلام میں نہیں ہے۔ لیکن اس کو وہ زور پکڑتی ہے پھر جب سرٹیفکیٹ اسلام کے خدا کی بجائے ملا سے لینے پڑیں گے تو اس کی طاقت ابھرے گی اور وہ طاقت ایک

منفی صورت میں استعمال ہوتی ہے اسٹیٹ کے اندر جس کے نتیجے میں میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ایک انٹرنیشنل سازش ہے اسلام کے خلاف۔ جب اسلام کے نام پر ایک مافیت کا ماڈل کو فروغ ملے گا تو نتیجا بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کمیونزم کے خلاف ہمیں ایک انسٹرومنٹ ایک ذریعہ مل جائے گا بجائی اسلام کی نافذ اریخ کو۔ کیونکہ ہماری ایک حیثیت ہے صرف خیال مذہبی لوگوں کی نہیں بلکہ حقیقی جو خدا پر زندہ یقین رکھتے ہیں اور دعائی پر یقین رکھتے ہیں اور ہر ظلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑھایا ہے پہلے سے۔ یہ ایک ایسی تاریخ ہے جسے دنیا میں کوئی شخص بدل نہیں سکتا۔ اس لیے ہمیں کامل یقین ہے کہ آئندہ بھی یہی ہوگا جہاں تک سپریشن (دبائی) کا تعلق ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جب کسی زندہ قوم کو دبایا جاتا ہے تو وہ ابھرتا ہے۔

سوال: جب سے یہ نئے قانون پر عملدرآمد شروع ہوا ہے کوئی اطلاعات ایسی ہیں کہ آپ کی تعداد گھٹی ہو لوگ اس سے منحرف ہوئے ہوں۔؟

جواب: سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کبھی بھی نہیں ہوا یہ ناممکن ہے۔ ہر ایسے اقدام کے بعد غیر معمولی تعداد بڑھی ہے چنانچہ ۷۴ء کے بعد سب سے بڑی تکلیف تو یہی تھی بعض مخالفین کو کہ ہمیں "ناٹ مسلم" کہہ دیا غیر مسلم قرار دے دیا اور اتنی اونچی دیوار کو پھلانگ کر لوگ احمدیت میں پہلے سے زیادہ آ رہے ہیں۔ یہ اگر فکر نہ ہوتی ان کو تو اس اقدام کی کوئی ضرورت نہیں تھی، تو دراصل بات ان کا یہ اقدام ثابت کر رہا ہے کہ ہم روکوں کے باوجود زیادہ قوت کے ساتھ پھیلے ہیں۔

سوال: احمدیوں سب سے پہلے آپ کے فرقے کو غیر مسلم قرار دیا گیا اور اس وقت تو آرڈیننس جاری کیا ہے۔ اس وقت پارلیمنٹ کی کارروائی تھی اور پارلیمنٹ نے منظور کیا جسے کہنا چاہیے کہ یہ عوام کا فیصلہ تھا اور پارلیمنٹ منتخب تھی تو اب جو آپ کے اوپر الزام لگایا جاتا ہے وہ یہ کہ آپ عوام کے فیصلہ کے خلاف جا رہے ہیں، خلاف ورزی کر رہے ہیں؟

جواب: سوال یہ ہے کہ مذہب عوام بناتے ہیں یا خدا بناتا ہے یہ بنیادی سوال پہلے حل ہونا چاہیے۔ اگر مذہب میں عوام کے فیصلے چلیں تو دنیا کا ہر نبی اپنے وقت میں جھوٹا ثابت ہو جائے گا

کیونکہ ہر نبی کے وقت عوام کی اکثریت نے اس کے خلاف فیصلہ دیا۔ یہ بالکل بے معنی اور لغویات ہے۔ دوسرے یہ کہ عوام کو یہ حق تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کو کچھ سمجھیں اور اپنے قانون میں لکھ دیں لیکن یہ حق کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی سے یہ حق چھین لیں کہ وہ بجائے آپ کو یاد تھے یہ دو مختلف چیزیں ہیں یعنی اگر کوئی کسی کو کہنا چاہے تو آپ کہہ دیں گے حق ہے کہ اس کو کہے کہ کتا لیکن اس کے باوجود اس کو کہیں کہ تم کتوں کی طرح زندگی بسر کرو یہ کسی کو حق نہیں یا ساتھ کہیں کہ بھونکو بھی اب وہ تو نہیں بھونکے گا اسی طرح اسی لیے عوام کا حق اپنی جگہ ہے اور فرد کا حق اپنی جگہ ہے اور ان دونوں کی حدیں ہیں جن کو قرآن بھی قائم کرتا ہے اور ہر دنیا کا مذہب اور ہر انسانیت کی بنیادی قدریں ان کی حفاظت کرتی ہیں۔

سوال: اچھا، آپ کے فرقے پر یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ لوگ فوج میں اپنی جڑیں بنا رہے ہیں اور بیوروکریسی میں اپنی جڑیں بنا رہے ہیں اور اس طرح سے پاکستان کی بنیاد کو ختم کرنا چاہتے ہیں؟

جواب: اس سے بڑا جھوٹا الزام تو ہو ہی نہیں سکتا کہ پاکستان کی جو جنگیں ہوئی ہیں پچھلی، ان میں جو جنگ کے ہیرو تھے، یہ موجودہ فوجی حکومت اس سے انکار نہیں کر سکتی، وہ کچھ ہی بریگیڈیئر افتخار تھے وہ احمدی تھے، اور ادھر چھمب جوڑیاں سیکٹر میں جنرل ملک محمد اختر تھے، وہ احمدی تھے، چونڈہ کے ہیرو آج بھی زندہ ہیں جنرل ملک عبدالعلیم وہ آج بھی زندہ ہے اور ممتاز فضل کو سیکٹر غالباً وہ احمدی، تو جو نمایاں ہیں دفاع کے واقعات ان میں احمدی وابستہ ہیں اور کبھی کوئی واقعہ نہیں ہوا کہ احمدی نے نعوذ باللہ من ذالک پاکستان سے بے وفائی کی ہو۔ پاکستان تحریک میں احمدی سب سے اوّل صف میں تھے اور تب ہی قائداعظمؒ ان کو اگر علم نہیں تھا کہ آخر کیا ہو رہا ہے۔ انہوں نے اس وقت احمدیوں کو کیوں منہ لگایا۔ کیوں ظفر اللہ خان صاحب کو وزیر بنایا۔ یہ جانتے تھے وہ۔ اور وہ جو ہمارے دشمن تھے اور دشمن ہیں اب وہ صف اوّل کے شہری ہیں اور ہم ایک تھرڈ ڈویژن شہریوں میں تبدیل کیے جا رہے ہیں تو ہر زمانے میں چلتی رہتی ہیں سیاسی چالیں، اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال: آپ کا فرقہ صرف پاکستان ہی میں نہیں ہے بلکہ پاکستان سے باہر بڑی تعداد ہے جنہیں مسلمان ملکوں میں ہوں گے تو ان مسلمان ملکوں کا آپ کے ساتھ رویہ کیسا ہے۔؟

جواب: مسلمان ملکوں کا رویہ جو ہے اس میں سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ مسلمان ممالک کے جو علماء ہیں وہ بذات خود نہایت شریف لوگ ہیں اور وہ اس قسم کا ملا نہیں ہے جو ہندوستان میں پیدا ہوا۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان اور ہندوستان سے ایک خاص قسم کے علماء نے جا کر ان کو یک طرفہ اتنا زہر ناک کر دیا ہے کہ ہمیں چونکہ جواب کا موقع نہیں اور وہ یک طرفہ باتیں

مرزا طاہر کے شاطرانہ انٹرویو پر ناقدانہ نظر

جناب مولانا سعید احمد جلال پوری

مرزا طاہر احمد خوش قسمتی سے بیرون ملک فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اور آجکل ابائی مسندوں کی گود میں اٹکھیلیاں کر رہے ہیں۔ اس دوران حکومت پاکستان کی طرف سے جاری کردہ آرڈیننس پر تبصرہ کرکے اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں۔ موصوف یہیں اگرچہ ان کے انٹرویو کا ہر ہر لفظ اس قابل ہے کہ اس کا محاسبہ کیا جائے مگر ہم انہیں صرف ان کے آباء اجداد کی قائم کردہ اساس پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتے ہوئے ان کے جوابات کا جائزہ لیتے ہیں۔ سب سے پہلے سوال کے جواب میں مرزا طاہر کہتے ہیں:

"اس قسم کے آرڈیننس کو لیگل ڈاکومنٹ یا قانون قرار دینا کس قدر ممکن ہے۔؟"

موصوف کے اس جملے میں کوئی جدت نہیں بلکہ یہ ان کی آبائی رسم ہے کیونکہ جو نیشنل اسمبلی کے منظور شدہ آئین بلکہ اسلام کے آئین کے باغی ہوں ان کے نزدیک صدارتی آرڈیننس کی کوئی اہمیت نہیں چاہے وہ شریعت کی رو سے حق و صداقت پر مبنی کیوں نہ ہو۔ اگر دیکھا جائے تو جب ان کے اکابرین نے ہی ان کے لیے "ناٹ مسلم" کا انتخاب کیا (جیسا کہ آئندہ صفحات میں ثابت کیا جائے گا) اور اسمبلی نے اس کی توثیق کی اور صدارتی آرڈیننس کے ذریعہ اس کی آئین سازی کی گئی تو یہ کونسا انصاف ہے کہ اصل مجرمین (بشیرالدین وغیرہ) کو بری الذمہ سمجھا جائے اور توثیق اور آئین سازی کرنے والے اداروں کو مورد الزام ٹھہرایا جائے۔

پھر ان کا یہ کہنا کہ:

"اور پھر ایک ایسا انقلابی واقعہ ہوا اس نئے دور میں جس کا دنیا نے نوٹس نہیں لیا اور تعجب ہے۔؟" بھی ان کے یاس و ناامیدی کی عکاسی کرتا ہے کیونکہ وہ بزعم خود اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ اول تو حکومت پاکستان ایسے اقدام سے گریز کرے گی۔ بالفرض اگر ایسا ہوا بھی تو ہمارے سرپرست (سپر پاورز) ہمیں اس طرح بے یار و مددگار چھوڑنے کی بجائے پاکستان پر حملہ آور نہیں تو کم از کم ملکی سطح پر معاشی، معاشرتی اور سماجی بائیکاٹ کرکے ضرور دباؤ ڈالیں گے۔ اب جب ان کا خواب شرمندہ تعبیر ہوتا ہوا نظر نہیں آتا تو ان کا تعجب بالکل بجا ہے اور یہ ان کا سیاسی و مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اس پر ماتم کریں۔

نیز ان کا کہنا کہ:

"یہ انسانی حقوق میں بے جا مداخلت ہے:"

سراسر دھوکہ ہے، اس لیے کہ عقیدے کے تحفظ کے سلسلہ میں کیے جانے والے اقدامات کو بے جا مداخلت کہنے کے یہ معنی ہوئے کہ چور اور ڈاکو کو جو اس ذریعہ سے اپنا رزق حاصل کرتا ہے قید و بند کی سزائیں دینا اور ان کی نقل و حرکت پر کڑی نگاہ رکھنا بھی انسانی حقوق میں بے جا مداخلت ہے اس لیے کہ حصول رزق ان کا بنیادی حق ہے جس سے انہیں قطعاً نہیں روکا جا سکتا مگر یہاں تو بشمول موصوف مرزا صاحب تمام قادیانی امت بیک زبان پکار اٹھے گی کہ چور اور ڈاکو کو اس سے روکنا بے جا مداخلت نہیں بلکہ اپنی جان و مال کا تحفظ ہے۔ چونکہ چور انسانی حقوق میں بے جا مداخلت کے مرتکب ہوتے ہیں اس لیے انہیں روکنا عین انصاف ہے۔ ہمارا بھی بعینہٖ یہی جواب ہے کہ سارقین نبوت چونکہ مسلمانوں کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالتے تھے تو مذہبی حقوق کے تحفظ کی خاطر مسلمان حکومت کا اولین فریضہ ہے کہ ایسے آرڈیننس جاری کرکے مسلمانوں کے عقائد کا تحفظ قائم کرے اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے غیر مسلموں کو چور دروازہ سے اسلامی حصار سے دور رکھے اور ان کی حقیقت کو بے نقاب کیا جائے۔

جناب مرزا "طاہر احمد" صاحب اس آرڈیننس کو جھوٹ اگلوانے کے لیے مجبور قرار دیتے ہیں کہ اس سے انہیں اپنے آپ کو غیر مسلم کہنا پڑتا ہے جس طرح عالم میں اس طرز فکر کا حامل زندیق اور غیر معمولی سزا کا مستحق ہے ویسے ہی اگر غور سے دیکھا جائے تو قادیانی مذہب کے اعتبار سے بھی یہ کلمات مذہب اور بانیان مذہب سے بغاوت کا کھلا اعلان ہیں۔ کیونکہ مرزا محمود خود لکھتا ہے کہ:

"یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ اللہ کی ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔"

(الفضل دسمبر ۱۹۱۸ء)

اس سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ جس کو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اور توحید و رسالت میں مسلمانوں سے اختلاف ہو وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ کیوں کہ اسلام کے بنیادی ارکان صرف یہی پانچ ہیں (جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اب جب مرزا بشیر الدین محمود کو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور توحید و رسالت میں مسلمانوں سے اختلاف ہے تو آخر مرزا طاہر کس اسلام کے داعی ہیں کہ اگر وہ اپنے آپ کو غیر مسلم کہیں گے تو جھوٹ ثابت ہوگا۔ لہٰذا اس کی وضاحت کی جائے کہ مرزا طاہر اور بشیر الدین میں کون کس قدر جھوٹا ہے۔

مزید انھوں نے جواب دیتے ہوئے کہا:

"اگر میں اپنے مذہب کو اسلام سمجھتا ہوں تو جب تک مجھے سمجھایا نہ جائے کہ تمھارا مذہب اسلام نہیں (اور میں سمجھ نہ جاؤں) اگر میں کہوں کہ میں غیر مسلم ہوں تو جھوٹ بول رہا ہوں۔"

یہاں دو باتیں قابل ذکر ہیں، ایک تو یہ کہ مرزا طاہر صاحب یہ تاثر دے رہے ہیں کہ جب تک مجھے سمجھایا نہ جائے اور میں سمجھ نہ جاؤں اس وقت تک اپنے آپ کو غیر مسلم نہیں کہہ سکتا۔

سوال یہ ہے کہ کیا ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کو قومی اسمبلی میں جب صفائی کا موقع دیا گیا اور آنجہانی مرزا ناصر گیارہ دن تک کے طویل وقفہ کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان ثابت نہ کر پائے۔ باوجود یہ کہ ۱۲۰ صفحات پر مشتمل محضرنامہ منجانب ناظم اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ برائے خصوصی کمیٹی قومی اسمبلی مملکت اسلامی پاکستان کے نام سے بھی پیش کیا گیا۔

تو آخر مرزا طاہر بھی تو اس وقت عقل و شعور اور ہوش و حواس کی دنیا میں موجود تھے لہٰذا انھیں چاہئے تھا کہ قادیانی امت اور اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کی زحمت فرماتے۔ لیکن اس کے برعکس جب انھیں اس کی جرأت نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے تو آنجہانی ناصر کی مانند انھیں بھی یہ کہنے کا حق نہیں کہ ہمیں سمجھایا نہیں گیا۔

دوسرے یہ کہ ہمارا یقین ہے کہ خواہ کتنی ہی خیر خواہی اور دل سوزی سے ان کو سمجھانے کی کوشش بھی کی جائے اور خواہ کیسے ہی واضح دلائل و براہین ان کے سامنے پیش کیے جائیں وہ انھیں قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے اس لیے کہ وہ اپنے تمام تر غیر اسلامی عقائد کو اسلام کا نام دیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی ہم مرزا طاہر صاحب کو صمیم قلب سے اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور اسی جذبۂ صادق کے پیش نظر اگر انھیں کوئی شکوک و شبہات ہیں تو ان کے شافی جواب جیسے پہلے دیئے گئے ہیں ویسے ہی اب بھی دیئے جائیں گے ؎

تیرا ہی جی نہ مانے تو بہانے ہزار ہیں

(جاری ہے)

بقیہ :- حضرت حکیم الامتؒ

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ درود شریف واجب ہے اگر کسی نے صرف لفظ صلعم قلم سے لکھ دیا زبان سے درود و سلام نہ پڑھا تو میرا گمان یہ ہے کہ واجب ادا نہ ہوگا......... اصل بات تو یہ ہے کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم جیسے محسن خلق کے معاملہ میں اختصار کی کوشش اور کاوش ہی کچھ سمجھ میں نہیں آتی اگر آپ ہمارے معاملہ میں اختصار سے کام لینے لگیں تو ہم کہاں جائیں۔ (مجالس حکیم الامتؒ صـ۱۴۹)

جب اسم مبارک لکھے صلوٰۃ وسلام بھی لکھے یعنی صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کوتاہی نہ کرے صلعم پر اکتفا نہ کرے۔ (زاد السعید صـ)

(جاری ہے)

بقیہ ایک حرف ناصحانہ

قادیانی کو انگریزی شیطانی مامور سمجھ کر اس پر ہزار بار لعنت بھیجیں۔ اور اس کو اپنے تمام دعاوی میں جھوٹا کہیں اور ہماری طرح اسلام کے دائرہ میں داخل ہو جائیں۔ کیوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو دجال، کذاب، انگریزی اور شیطانی مامور، مرتد اور جہنمی مانے بغیر کوئی مسلمان ہرگز ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا ہے۔ مرزائیوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں ۴ سال تک بطور منشی کام کرتا تھا تو انگریز ڈپٹی کمشنر نے اپنے آقاؤں کے حکم پر مرزا غلام احمد قادیانی کو منشی سے "نبی" بنا دیا۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ستارہ قیصرہ میں ۲۰ اگست ۱۸۹۹ء کو لکھا کہ مجھے ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے بھیجا ہے۔ مرزا طاہر اور قادیانیوں کے عقیدہ اکھنڈ ہندوستان کا ثبوت یہ بھی ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود منصورہ بیگم زوجہ مرزا ناصر کی لاشوں کو امانتاً دفن کیا گیا ہے۔

اندریں حالات ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مرزا ناصر احمد عبدالغنی کو اس پمفلٹ کے تقسیم کرنے کی پھانسی دی جائے۔ اور ضیاء الاسلام پریس فوراً ضبط کیا جائے۔

انڈہ حلال ہے

مولانا زر ولی خان صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

انڈا قطعاً حلال اور اسلامی و طبی روایات سے ثابت حقیقت ہے۔

اس سلسلے میں کچھ لوگوں نے اپنے دیرینہ آقاؤں کی تقلید میں شوشے اڑانے شروع کئے ہیں جو کہ انڈے کو ناجائز الاستعمال تصور کئے ہوئے ہیں۔ ہم نے اس سے قبل بھی بعض دوستوں سے زبانی یہ سنا تھا کہ اس وقت بعض طبیب یا حکیم اس کو ناجائز سمجھتے ہیں مگر ہم نے اس کو غیر ضروری سمجھ کر توجہ نہ دی کیونکہ احادیث کا ایک ذخیرہ امت کا تعامل اور اسلامی روایات کے دفاتر انڈے کے حلال اور قابل استعمال ہونے کے لئے موجود ہیں۔

تاہم اب جبکہ "جنگ" کے اسلامی صفحے پہ محترمی و مکرمی مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب کے نام سوال اور اس میں طولانی طرز اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہ تاثر دیا گیا کہ انڈا شریعت اسلامیہ کی رو سے جائز نہیں۔ تو بعض قارئین حضرات کے دلوں میں وساوس پیدا ہونیکا اندیشہ ہوا۔ اس لئے یہ چند گزارشات انڈے کے حلال اور استعمال ہونے کے بارے میں ہیں جو کہ انشاء اللہ العزیز ارباب علم کے لئے سامان اطلاع اور وساوس میں مبتلا حضرات کے لئے باعث تسلی ثابت ہونگی۔ اس سلسلے میں چند بنیادی باتیں سمجھ لی جائیں!

(۱) کسی چیز کے ثابت ہونے کے لئے قرآن کریم احادیث صحیحہ اور تعامل امت کافی ہے، طب گو ایک اسلامی فن اور مستحسن کام ہے تاہم شریعت اسلامیہ کی روشنی میں مسائل کا اثبات یا نفی اس فن پہ ہرگز موقوف نہیں۔

(۲) کسی شخص کا بھی یہ کہنا کہ مجھے تلاش کرنے کے باوجود یہ چیز نہیں ملی اس لئے یہ موجود ہی نہیں حد درجہ کی نادانی ہے اور علم کی دنیا کے ساتھ ناانصافی ہے۔ وہ لوگ جو لاکھوں احادیث کے حفاظ ہیں فرما دیا کہ مجھے نہیں ملی بھی خود علماء کے نزدیک قطعی طور پر نہ ہونے کی دلیل نہیں بلکہ یہ احتمال ہے کہ ہو سکتا ہے کہ تلاش محیط نہ ہو اس سلسلے میں اصول حدیث کے تمام کتب اس کے شاہد عدل ہیں۔

اہل علم حضرات تو ملا علی قاری کی مشہور کتاب "المصنوع" پہ فخر تحقیق شیخ عبدالفتاح ابوغدہ مدظلہ کا مقدمہ دیکھ کر سمجھ لیں گے دیگر حضرات علماء معقول کا یہ اصول یاد رکھیں کہ "عدم علم الشئی لیس بدلیل عدم وجود الشئی" یعنی کسی چیز کے بارے میں نہ جاننا یہ دلیل اس بات کی ہرگز نہیں کہ وہ بالکل نہیں۔

(۳) جب علماء راسخین اور حفاظ پختہ اس بات کے مدعی نہیں تو کسی طبیب یا حکیم یا اور مطالعہ کا دعویدار ہرگز اس بات کا حق نہیں رکھتا کہ وہ اپنی کم علمی کو کسی چیز کے نہ ہونے کی دلیل دکھا دے۔

(۴) امر متفق علیہ جیسے کہ انڈے کا حلال ہونا ایک واضح اور جانی پہچانی شئی ہے اس میں کسی غیر عالم کو ایسا نظریہ قائم کرنا اور اس کی اشاعت کرنا باعث معصیت ہے اور الذی یوسوس فی صدور الناس؟ کے زمرے میں داخل ہونے کا اندیشہ ہے۔

اس وقت بہت سارے لوگ ان امراض میں مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو وساوس خناس سے محفوظ فرمائے۔ ذیل میں ہم نہایت اختصار کے ساتھ احادیث معتبرہ اور خود طب اسلامی کے چند حوالہ جات اور علماء حق کے ارشادات نقل کرتے ہیں جو انڈے کے حلال اور قابل استعمال ہونے کے دلائل ہیں:

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ جو جمعہ کے دن نہا کر جمعہ کی نماز کے لئے اول وقت میں چلے گویا اس نے اللہ کے راستے میں ایک اونٹ صدقہ کر دیا اور جو اس کے بعد جائے گویا اس نے ایک گائے صدقہ کر دی۔ اور جو اس کے بعد جائے گویا اس نے ایک دنبہ یا بکرا صدقہ کر دیا اور جو اس

کے بعد جائے گویا اس نے ایک مرغی صدقہ کردی اور جو اس کے بعد جائے گویا اس نے انڈا صدقہ کر دیا اور پھر جب خطبہ شروع ہوجائے تو فرشتے لکھنا بند کر کے خطبہ سننے لگتے ہیں (صحیح البخاری جلد ۱ ص ۱۲۱)

اس حدیث میں جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے لئے آنے کے فضائل پانچ طرح بیان فرماتے ہیں اور خلاصہ مراتب کے فرق کے ساتھ یہی ہے کہ یہ تمام چیزیں حلال اور کھانے کے قابل ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی ایسی چیز کے بارے میں نہیں فرما سکتے جس میں شرعاً یا طبعاً کسی قسم کے ناجائز ہونے کا اندیشہ ہو یہ حدیث تقریباً احادیث کی تمام کتب میں اسانید مختلف کے ساتھ موجود ہے مندرجہ ذیل کتب میں یہ حدیث دیکھی جا سکتی ہے۔ مسلم شریف جلد ۱ ص ۲۸۰، سنن دارمی جلد ۱ ص ۳۱۰، کنز العمال جلد ۷ ص ۳۳۵ تا ۷۰۰، ترمذی جلد ۱ ص ۱۱۲، مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۲۲، مرقاۃ جلد ۲ ص ۲۵۲، فقہ السنہ جلد ۱ ص ۲۹۶، فتح الباری جلد ۲ ص ۳۰۵، معارف السنن جلد ۴ ص ۳۳۱،

شراح حدیث کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

اس حدیث میں صدقے کی اعلیٰ اور ادنیٰ چیزیں بیان فرمائی ہیں گویا اسلام میں جیسا کہ اونٹ، گائے، بکرا، دنبہ، اور مرغی وغیرہ حلال ہیں۔ بالکل اسی طرح انڈا حلال اور قابل استعمال ہے بلکہ حقیقت میں سابقہ چار چیزوں کو پانچویں چیز یعنی کی حلت کے دلائل بھی سمجھا جا سکتا ہے جیسا کہ احادیث کے شناساؤں کا مزاج ہے۔ صحیح البخاری کے مشہور شارح علامہ بدرالدین عینی الحنفی لکھتے ہیں۔ " ان المراد من التقرب التصدق ویجوز التصدق بالدجاجة والبيضة (ترجمہ) بے شک تقرب سے مراد صدقہ کرنا ہے اور صدقہ مرغی اور انڈے دونوں کا جائز ہے عمدۃ القاری جلد ۳ جزء ۶ ص ۱۷۴ اس کے علاوہ احادیث کی تمام کتابوں میں یہی واقعہ جس میں انڈے کو بطور تصدق کے ذکر کیا ہے مذکور ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ انڈا بغیر کسی شک وشبہ کے حلال جائز اور قابل استعمال ہے، حدیث میں آتا ہے کہ ایک پیغمبر نے اللہ تعالیٰ سے قلت اولاد کی شکایت کی فامرلہٗ باکل البیض تو اللہ تعالیٰ نے انڈا کھانے کا کہا، ملاحظہ ہو اللآلی المصنوعة جلد ۲، ص ۲۳۳، ص ۲۳۴ علامہ سیوطی۔ الطب النبوی ص ۳۷ علامہ ذہبی کی، نیز الطب النبوی ص ۲۲۲، ۲۲۳، علامہ ابن قیم جوزیہ کی۔ علامہ ذہبی، امام ابوحاتم رازی اور ابوزرعہ رازی بھی اس روایت کی صحت کے قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۶۶ علامہ سیوطی نے تو یہ بھی ثابت کیا ہے کہ یہ پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام

تھے ملاحظہ ہو اللآلی ص ۲۳۴ طب اسلامی کی مشہور کتاب القانون میں اس کی متعدد خاصیتیں لکھی ہیں چند ضروری اور اہم خاصیتیں درج ذیل ہیں:

سب سے عمدہ انڈا مرغی کا ہے پھر تازہ انڈا بہ نسبت کچھ پرانے کے زیادہ فائدہ مند ہے انڈا گرم ہے لیکن اگر تازہ ہو تو قدرے معتدل ہے۔ نیم پختہ یا ابلا ہوا زیادہ فائدہ مند ہے، حلق کی بیماریوں کے لئے، کھانسی کے لئے، پھیپھڑے اور اس کی نالیوں کے لئے انتڑیوں کے لئے گردے اور مثانے کے لئے بے حد فائدہ مند ہے اس کی زردی بہ نسبت سفیدی کے زیادہ مفید ہے اور درد وغیرہ سے سکون دلانے والی ہے۔ زود ہضم ہے بشرطیکہ پورا پکا نہ ہو بیضے کے بعض درد اور ٹھنڈ سے ہونے والی تکلیفوں اور امراض کے لئے بے حد فائدہ مند ہے۔ دل کو تقویت دیتا اور اس کی زردی جلد حل ہو کر خون بن جاتی ہے اس میں فضلہ کم ہے اور جو خون اس سے پیدا ہوتا ہے وہ دل کو تقویت دیتا ہے اور قوت مدافعت کے لئے فائدہ مند ہے۔

یہ تمام فوائد معمولی اختصار کے ساتھ علامہ ابن قیم کی الطب النبوی اور ابو علی سینا کی القانون میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ آنکھ کے دکھنے، سینہ کے جکڑنے، آواز بیٹھ جانے اور خون کے تنفس یا صفائی کے لئے اور قوت باہ کے لئے بے حد فائدہ مند ہے یہ فوائد علامہ ذہبیؒ کی الطب النبوی ص ۳۷ پر موجود ہیں۔

اس کے علاوہ مزید تفصیلات فرید وجدی کی دائرۃ المعارف جلد ۲ ص ۴۹۵ تا ۵۰۰ پر تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں یہ چند چیزیں جو انڈے سے متعلق تھیں ہم نے اختصار کے ساتھ ذکر کیں اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ بنام " احسن القیض فی تحقیق حلة البیض " لکھیں گے جس میں مزید دلائل اور ابحاث ہونگی وما ذالك على الله بعزيز۔

" انڈے کی حلت اُمت مسلمہ میں ہمیشہ اتفاقی رہی کبھی اس میں اختلاف نہیں رہا سب سے پہلے ایک ڈائجسٹ میں ایک حکیم صاحب کا مضمون شائع ہوا۔ جس میں انڈے کی حلت کو زیر بحث لایا گیا تب سے یہ بحث شروع ہوئی میرے محترم دوست مولانا محمد زرولی صاحب نے اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کر کے مسئلہ کو واضح کر دیا۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء مجھے اس سے پورا پورا اتفاق ہے۔"

ولی حسن (مفتی اعظم پاکستان)

اک حرف ناصحانہ کا جواب

"اک حرف ناصحانہ" پمفلٹ میں جو درحقیقت حرفِ منافقانہ، کافرانہ اور معاندانہ ہے۔ قادیانیوں کے عجیب و غریب تاویلوں اور حقائق اور اسلام کے خلاف باتوں کو لکھ کر حکومت پاکستان اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناکام جسارت کی ہے۔ جس سے اسلام، آئین، پاکستان اور صدر پاکستان کے عبوری آئین سے قادیانیوں کی کھلی بغاوت اور غداری صاف سامنے آگئی ہے اور اسے آخری ختم نبوت تحریک کی گرما گرمی میں شائع کرنے سے مسلمانوں میں شدید اشتعال بھی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ مسلمان ان کی عبادت گاہوں کو یکم مئی سے پہلے ہی گرانے کے لیے نکل کھڑے ہوں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ وہ نبی اور رسول ہے۔ محمد ہے، احمد ہے۔ موسیٰ ہے، ابراہیم ہے، خدا ہے۔ خدا کا بیٹا ہے۔ مریم ہے خود ہی اس کا بیٹا عیسیٰ ہے اور یہ کہ وہ سب انبیاء سے افضل ہے اور محمد رسول اللہ اور اسمہٗ احمد والی قرآن کی آیتیں مرزا غلام احمد کے بارے میں نازل ہوئی تھیں (حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ہرگز نہیں اتریں)۔ تو وہ مرتد ہوگیا کہ نہیں؟ — یقیناً وہ مرتد ہوگیا۔ اور مرتد کو کوئی کچھ ہی ماننے تو ماننے والا بھی مرتد ہی ہوگا۔

۹۸ سال سے مسلمان علمائے کرام مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو مرتد اور کافر کہتے آرہے ہیں اور پھر ۱۹۳۴ء میں علامہ ڈاکٹر اقبالؒ سیالکوٹی مرحوم نے بھی لکھا کہ:

"احمدیت یہودیت کا چربہ ہے اور احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔"

اور اس کے بعد سب مسلمانوں اور علمائے کرام سے پہلے ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ہی انگریزی حکومت سے مطالبہ کیا کہ "احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی انجمن حمایت اسلام لاہور سے سب احمدیوں قادیانیوں کو نکال باہر کیا۔ اور فیصلہ کرا دیا کہ چونکہ احمدی مسلمان ہرگز نہیں اس لیے وہ کسی مسلمان انجمن یا جماعت کے ممبر نہیں ہوسکتے۔ چنانچہ انھوں نے بشیرالدین محمود پسر مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی کشمیر کمیٹی کی صدارت سے ہٹا کر دم لیا۔

کئی عدالتوں بہاولپور وغیرہ نے احمدیوں کو غیر مسلم کافر قرار دیا اور لکھا کہ،

"قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

کیا ڈاکٹر اقبالؒ اور ہندوستان اور پاکستان کی عدالتوں کے جج احراری تھے؟

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم کافر اقلیت قرار دینے کا مسئلہ نیشنل اسمبلی آف پاکستان میں پہنچ گیا تو ۱۵، ۲۰ دن کے دلائل اور جوابات سے مرزا ناصر مرتد ساری اسمبلی میں سے ایک مسلمان ممبر فرد کو بھی اپنا مسلمان ہونا ثابت نہیں کرسکا۔ کیونکہ جب مرزا غلام احمد قادیانی ہی مرتد تھا۔ اور اسے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہتا تھا تو اس کو ماننے والا مسلمان کس طرح اور کیسے ہوسکتا ہے۔ مگر قادیانی اس قدر ڈھیٹ واقع ہوئے ہیں کہ باوجودیکہ ساری دنیا کے مسلمان اور مسلمان حکومتیں انھیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہیں وہ پھر بھی آئین پاکستان اور صدر پاکستان کے عبوری آئین سے بغاوت اور غداری کرتے ہوئے خود کو مسلمان کہلانے میں شرم محسوس نہیں کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ کافر اور مرتد ہی نہیں۔ صدر ضیاء الحق کے نزدیک کافروں اور مرتدوں سے بھی بدتر ہیں۔

اس کے بعد بھی قادیانی پوچھ رہے ہیں کہ ان کا مذہب کیا ہے؟

تو یہ بات طے شدہ ہے کہ ان کا مذہب قادیانیت انگریزوں، اسرائیل، اور ہندوستان کی جاسوسی ہے۔

رہا مسلمانوں کا مرزا طاہر۔ اس کے بزرگوں اور قادیانیوں کے بارے میں نازیبا زبان استعمال کرنا تو انھیں یہ گلہ کرتے ہوئے شرم آنی چاہیئے کیوں کہ ان کے مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمان علمائے کرام کو اس کی ذات کی گالیاں دی ہیں جو مسلمانوں کو مرتعلوں کے پڑھنے میں ڈالنی چاہیئے تھیں۔ مرزائے قادیانی نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو جو کچھ کہا ہے وہ نہ تو مسلمان سن سکتا ہے اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہے۔ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بھی توہین کی ہے اور کسی مسلمان عالم پر اپنی کتاب میں لعنت لعنت لکھنا شروع کیا تو ایک ہزار بار لعنت لکھ کر کتاب کے کئی ورق سیاہ کر دیئے۔

قادیانی احراریوں کی پاکستان دشمنی کی بات کرتے ہیں جب کہ پاکستان بننے کے بعد انھوں نے پاکستان، قائداعظم، لیاقت علی خان اور نواب ممدوٹ کو اپنا سیاسی لیڈر تسلیم کیا۔ اور ۱۹۴۸ء میں تین ہزار سرخ پوش لوہے کے ہیٹ والے احرار رضاکاروں نے بادشاہی قلعہ کے سامنے نواب ممدوٹ کو سلامی دی اور اس کے بعد پاکستان کی سالمیت، حفاظت، اور استحکام کے واسطے مسلمانوں کو قادیانیوں کی پاکستان اور اسلام دشمنی سے آگاہ کرنا شروع کر دیا۔ مگر قادیانیوں نے مرزا بشیرالدین محمود کے الہام شائع شدہ الفضل مورخہ ۵-۴-۱۹۴۷ء اور ۱۶-۵-۱۹۴۷ء کے مطابق پاکستان کے وجود کو عارضی قرار دے کر پاکستان کو پھر اکھنڈ ہندوستان بنانے کی کوششیں شروع کر دیں اور مرزا ایم ایم احمد نے اپنے شرقی پاکستان دشمن کارناموں اور مجیب الرحمٰن سے یحییٰ خان کے مذاکرات کو ناکام بنا کر ۵۶ فیصد پاکستان کو پاکستان سے توڑ دیا۔ ظفراللہ مرتد نے اپنے سب سے بڑے محسن قائداعظم کی نماز جنازہ نہ پڑھی اور پھر راولپنڈی میں لیاقت علی خان کو قتل کرایا تاکہ وہ اسے وزارت خارجہ سے ہٹانے کا اعلان نہ کر دے اور اب بقیہ پاکستان کو بھی اسرائیل میں بھرتی ہو کر اور اسرائیل ہندوستان اور روس سے سازباز، گٹھ جوڑ اور سازش کر کے ختم کرنے کی سازش جاری ہے۔

مسلمانوں اور احرار نے ۱۹۵۳ء میں بریلوی مکتبہ فکر کے مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری کی صدارت میں تحریک چلائی تھی تو اس وقت کون سے بیرونی خطرات تھے؟ اگرچہ اندرونی قادیانی خطرہ ضرور تھا۔ جس کے سدباب کے لیے کوشش اور جدوجہد جاری

ری اور دس ہزار مسلمان شہید ہو گئے۔ تاکہ مرزائی پاکستان کو ختم کرنے میں کامیاب نہ ہوں۔ ۱۹۷۴ء میں بھی احرار والوں نے تحریک نہیں چلائی کیونکہ ۱۹۴۷ء میں تو ان کا کوئی جماعتی وجود ہی نہ تھا۔ اگر قادیانی نشتر میڈیکل کالج کے مسلمان طلبہ کو ربوہ اسٹیشن پر مار مار کر لہو لہان اور بے ہوش نہ کرتے تو ۱۹۷۴ء کی تحریک کبھی پیدا نہ ہوتی۔ اب ۸۳۔۱۹۸۴ء میں بھی مرزا طاہر کی یہ دلی خواہش ہے کہ ہندوستان اور روسیوں کے پاکستان کے لیے خطرات کی موجودگی میں روس، ہندوستان اور خاص کر اسرائیل جہاں قادیانی بھرتی ہیں کی مدد کی جائے۔ اس لیے ۱۷ فروری ۱۹۸۳ء کو مرزا طاہر نے مبلغ اور مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اسلم قریشی کو اغوا کر کے قتل کر دیا ہے تاکہ مسلمان مشتعل ہو کر ملک میں ملک گیر بدامنی پیدا کرنے پر اکسائے جا سکیں۔ مگر مسلمانوں نے چودہ مہینے تک اس کی دلی خواہش کی تکمیل نہیں ہونے دی ہے۔ لیکن اب مرزا طاہر نے "ایک حرف ناصحانہ" شائع کر کے اور مسلمانوں میں جارحانہ طور پر تقسیم کر کے تحریک ختم نبوت کی ۱۳ مہینے سے سلگتی ہوئی چنگاری کو پوری آگ میں تبدیل کرنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ دعا ہے کہ مسلمانوں کے مطالبات ۳۰ اپریل سے پہلے مان لیے جائیں۔ (الحمد للہ کہ جزوی طور پر مان لیے گئے) اور مرزا طاہر اور مولانا محمد اسلم قریشی کے دیگر قاتل قادیانی پھانسی پر چڑھ جائیں تاکہ مرزا طاہر نامراد و ناکام ہی رہے۔ اگر مطالبات مان لیے گئے اور مولانا محمد اسلم قریشی کے قاتل مرزا طاہر وغیرہ پھانسی پہ چڑھ گئے تو ساری تحریک خود بخود ختم ہو جائے گی۔

اسلام اور پاکستان میں مرزائیوں اور دوسری غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق ہیں وہ انہیں ضرور ملیں گے مگر انہیں اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کر کے غیر مسلموں کی طرح رہنا ہوگا۔ مسلمان کہلا کر پاکستان میں رہنے کا نہ تو کوئی مسلمان اور نہ ہی کوئی قانون انہیں اجازت دے سکتا ہے اور نہ ہی کوئی آئندہ بھی دے گا۔ اس لیے مرزائی اگر پاکستان میں غیر مسلم بن کر رہنا چاہتے ہیں تو رہ سکتے ہیں۔ اگر وہ مسلمان کہلا کر بھی پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں تو انہیں ہمارا خیر خواہانہ مشورہ یہ ہے کہ وہ مرزا غلام احمد

باقی صہ۹

بقیہ خصائل نبوی

رہیں۔ مبادا ہم پر بھی حملہ کریں اس لئے خود ہی ابتداء کرنا چاہیے۔ ہزار سے زیادہ مجمع لڑائی کے لئے جمع کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو دس بارہ ہزار کا مجمع جس میں مہاجرین و انصار اور فتح مکہ کے نومسلم شریک تھے نیز ایک جماعت کفار مکہ کی بھی شریک تھی جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئی تھی ان میں سے بعض لوگ غنیمت کے لالچ سے شریک ہوئے تھے اور بعض لوگ محض لڑائی کا نظارہ دیکھنے گئے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس لشکر کے ساتھ ۶ شوال ۸ھ کو حنین کی جانب روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کو حنین تک پہنچنے کیلئے ایک نہایت ہی تنگ گھاٹی سے گزرنا پڑتا تھا دشمنوں نے اپنے لشکر کو ان پہاڑوں میں چھپا رکھا تھا جیسے ہی مسلمان وہاں سے گزرے انھوں نے دفعۃً تیروں کا نشانہ بنایا۔ مسلمان اس بے خبری کے حملہ سے سخت گھبرائے اور پریشان ہو کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ مسلمانوں کے ابتدائی حملہ میں کفار کو ہزیمت ہوئی اور وہ پیچھے بھاگے یہ لوگ مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے کہ دفعۃً ان لوگوں نے جو پہاڑوں کے درمیان چھپے ہوئے تھے چاروں طرف حملہ کر دیا۔ یہ مجمع نہایت پریشانی کی حالت میں ادھر اُدھر منتشر ہو گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ کے ساتھ بجز چند اکابر صحابہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت عباسؓ وغیرہ وغیرہ چند حضرات کے کوئی بھی نہ رہا تھا۔ اس پریشانی کی حالت میں بعض ضعیف الاسلام لوگوں کا عقیدہ بھی متزلزل ہوا۔ اور بعض نے آوازے کسنے شروع کیے بعض لوگ بھاگ کر مکہ واپس آگئے اور مسلمانوں کے مغلوب ہو جانے کا مژدہ ان لوگوں کو سنایا جو مسلمان نہ ہوئے تھے۔ یا ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاشمی خون اس وقت جوش پر تھا۔ آپ نے اس خوفناک منظر میں اپنی سواری سے اتر کر پاپیادہ انا النبی لا کذب فرماتے ہوئے دشمنوں کی فوج کا رخ کیا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہاجرین انصار اور اصحاب شجرہ کو علیحدہ علیحدہ ایک ایک آواز دی کہ کہاں جا رہے ہو ادھر آؤ۔ آواز کا سننا تھا کہ پریشان حال منتشر جماعت لبیک کہتی ہوئی ایسی جوش محبت میں لوٹی جیسے اونٹنی اپنے بچہ کی طرف لوٹتی ہے۔ مسلمانوں کا لوٹنا تھا کہ طرفین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے کچھ مٹی کنکریاں وغیرہ اٹھا کر شَاهَتِ الْوُجُوه فرماتے ہوئے مقابل پہ پھینکی۔ تھوڑی دیر یہ منظر رہا اُس کے بعد لڑائی کا رخ ایسا پھرا کہ جس میدان میں مسلمان پریشان نظر آرہے تھے اب کافر بد حواس بھاگتے ہوئے نظر آنے لگے۔ اور مال ومتاع اہل و عیال مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بنا کر ایسے بھاگے کہ ادھر کا رخ بھی نہ کیا۔ قصہ حسب ضرورت مختصر طور سے لکھا گیا جو صاحب مفصل دیکھنا چاہیں کسی اردو اسلامی تاریخ میں دیکھ لیں۔

جاری ہے

عزم

پالا پڑا ہے فتنوں سے امت کو جس قدر
دیں کے خلاف برپا کیا سب ہی نے غدر
نقصان دیں کو سب ہی نے پہنچایا ہے مگر
مرزائیت اساس پہ پڑتی ہے ٹوٹ کر
اس حد تلک نہ کوئی بھی بڑھ پایا آج تک
فتنہ ہے قادیان کا سب سے عجیب تر
برطانوی نبی تیری "پرواز" خوب ہے
دیں میں نقب لگائی ہے ایمان لوٹ کر
ختم الرسلؐ کے نام پہ قربان میری جاں
مرزا کے پیرو آپؐ کی جانیں گے کیا قدر؟
الحاد کی بنیاد کو ڈھانے کا عزم ہے
ربوہ ہو قادیان ہو یا جو کوئی نگر،

عارف صحرائی